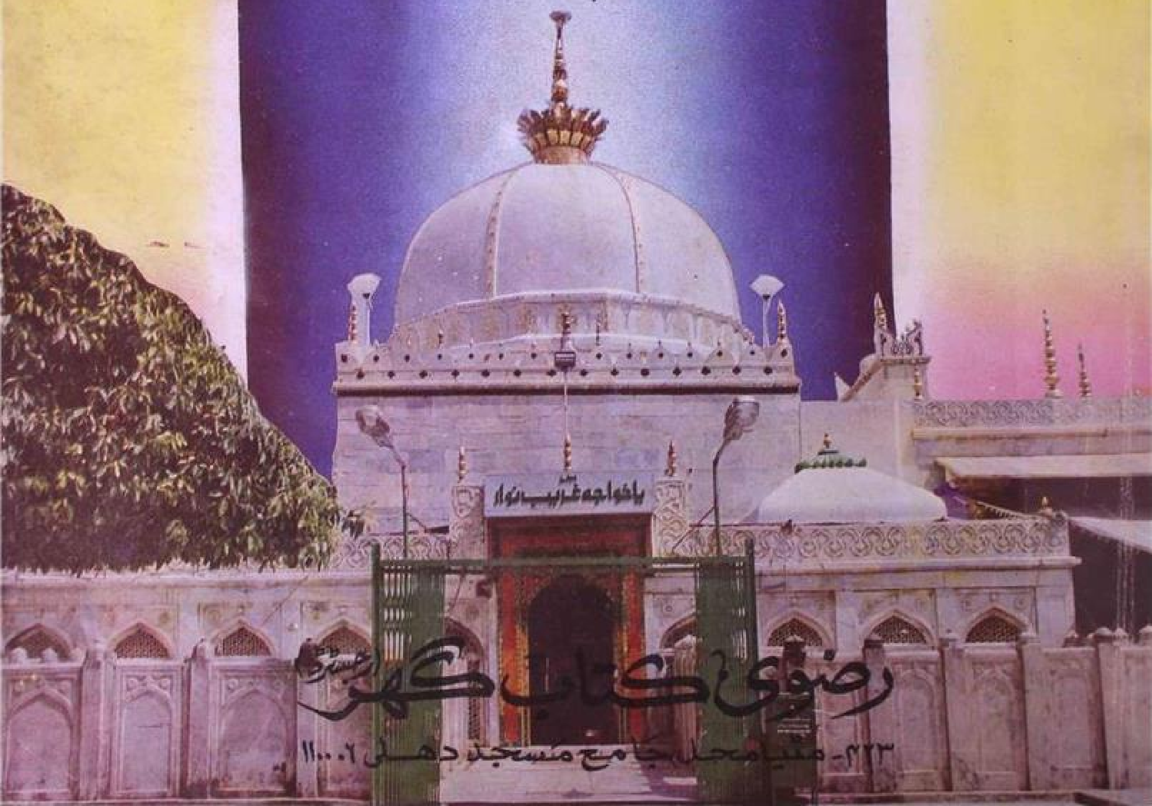
۷۸۶ ویں عرس
کے موقعہ پر

ماہنامہ

کنز الایمان

دہلی

غریب نواز نمبر



وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشینِ مفتی اعظم ہند، جگر گوشۂ مفسرِ اعظم ہند، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammmd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

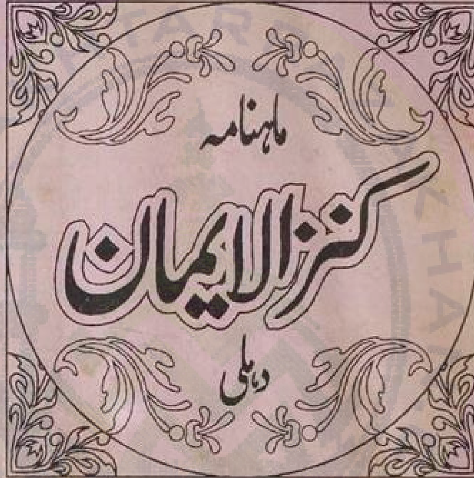
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے مشاہیر علماء ہند مثلاً شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، علامہ عبدالعلی فرنگی محلی لکھنوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ احمد سعید مجددی رام پوری، علامہ فضل حق چشتی خیر آبادی، علامہ عبدالحلیم فرنگی محلی لکھنوی، علامہ فضل رسول بدایونی، سید شاہ آلِ رسول احمدی مارہروی، مفتی ارشاد حسین رام پوری، مفتی غلام دستگیر قصوری لاہوری، علامہ عبدالقادر بدایونی اور امام احمد رضا قادری کے

مسلکِ حق وصداقت کا نقیب وترجمان اور جادۂ عشق وعرفان کا ہادی ورہنما

عطائے رسول سلطان الہند

غریب نواز نمبر



۷۸۶ ویں عرس
کے موقع پر خصوصی پیشکش

● جلد : ۱ ● شمارہ : ۱

رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

نومبر ۱۹۹۸ء

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
زرسالانہ عمومی ۱۰۰ روپے
زرسالانہ خصوصی ۱۱۲ روپے
پانچ سالہ خصوصی ۱۱۰۰ روپے
تاحیات خصوصی ۵۰۰۰ روپے

مدیر اعلیٰ : یٰس اختر مصباحی

پرنٹر، پبلشر، پروپرائٹر اور ایڈیٹر محمد قمر الدین رضوی نے ایم ایس پرنٹرس 1853، کٹرہ دھوبی والان، حوض قاضی دہلی سے طبع کرا کے آفس ماہنامہ کنزالایمان، رضوی کتاب گھر 423، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی-۶ سے شائع کیا۔

مراسلت وترسیل زر کا پتہ

آفس ماہنامہ کنزالایمان، رضوی کتاب گھر
423، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی-۶
فون : 011-3264524

ڈرافٹ پر صرف (Kanzul Iman Monthly) لکھیں

مہاراشٹر میں کنزالایمان کا آفس
رضوی کتاب گھر: 114، نجبی نگر، بھیونڈی-۴۲۱۳۰۲، ضلع تھانہ، مہاراشٹر فون: 55389

Office: "KANZUL IMAN" MONTHLY
423, Matia Mahal, Jama Masjid,
Delhi-110 006 (INDIA)
Phone : 326 4524
Fax : 011- 328 6646



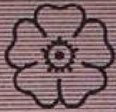
آئینہ کنزالایمان



یٰس اختر مصباحی



نذر خواجہ



ہر مسلمان کے لئے کتاب الٰہی ایک مینارۂ نور اور سنتِ نبوی ایک سنگ میل ہے۔ جس کی برکت سے وہ منزل مقصود تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا لمحہ لمحہ قرآن حکیم کی روشن تفسیر اور خلفائے راشدین وصحابۂ کرام واہلبیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پوری زندگی شمع ہدایت ہے جس کی روشنی میں امت مسلمہ صراط مستقیم پر گامزن رہ کر عبادت وطاعتِ الٰہی ورضائے خداوندی کی سعادتوں سے ہمکنار ہوتی رہے گی۔

صحابۂ کرام نے زندگی کے ہر میدان میں ایمان واسلام کو اپنا ہادی ورہنما بنایا۔ بزم ورزم میں جہاں بھی وہ رہتے اسلام کا عملی نمونہ پیش کرتے، اور ان کی مقدس زندگیاں ہم سب کے لئے بے نظیر نمونۂ عمل ہیں۔ عبادت وریاضت، اخلاق وکردار، جہاد ومجاہدہ، صدقِ مقال، اکلِ حلال، صفائے نفس، تطہیر قلب، تزکیۂ باطن، دعوت وتبلیغ ہر شعبۂ دین ودنیا میں وہ اپنی مثال آپ ہوا کرتے تھے۔

صحابۂ کرام کے درمیان اصحاب صفہ کے نام سے ایک ایسی جماعت بھی تھی جس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اے اصحاب صُفّہ! تمہیں بشارت ہو۔ میری امت کے جو لوگ تمہاری صفات سے متصف ہوں گے اور برضا ورغبت ان صفات پر قائم رہیں گے وہ بلاشبہ جنت میں میرے ہم نشین ہوں گے۔

صحابۂ کرام کے بعد تابعین میں جو نفوس قدسیہ اصحاب تصوف کے لئے نمونۂ تقلید ہیں ان میں حضرت اویس قرنی وصال ۳۷ھ اور حضرت حسن بصری وصال ۱۱۰ھ مطابق ۷۳۸ء ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ان حضرات کے لئے تصوف یہی تھا کہ کتاب وسنت کی روشنی میں مرضیات الٰہی کی طلب کی جائے۔

دور تبع تابعین میں عبادت وزہد وورع میں استغراق رکھنے والے حضرات کو باضابطہ صوفی کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ جن میں صوفی ابوالہاشم کوفی وصال ۱۵۱ھ مطابق ۷۶۸ء سرفہرست ہیں۔

اب خشوع وخضوع کے ساتھ باضابطہ ذکر ومراقبہ شروع ہوگیا۔ حضرت رابعہ بصریہ وصال ۱۸۵ھ مطابق ۸۰۱ء کو تصوف میں بلند مقام حاصل ہوا۔

حضرت بایزید بسطامی وصال ۲۶۱ھ مطابق ۸۷۵ء حضرت جنید بغدادی وصال ۲۹۷ھ مطابق ۹۱۰ء دور تبع تابعین کے عظیم مشائخ میں شمار کئے جاتے ہیں، حضرت ابوبکر شبلی وصال ۳۳۴ھ مطابق ۹۴۹ء اپنے دور کے مشہور صوفی تھے۔

تصوف اور اصحاب تصوف کا کارواں صبر وتوکل، فقر وغناء، ذکر ومراقبہ، اخلاص وایثار، تطہیر وتزکیہ، تسبیح وتہلیل، ریاضت ومجاہدہ اور خدمتِ خلق، طلب رضائے الٰہی، واتباعِ سنتِ نبوی کے ساتھ آگے بڑھتا رہا اور عظیم وجلیل صوفیہ ومشائخ کرام یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے رہے جن کی پاکیزہ حیات وخدمات کے ذکر وبیان کے لئے طویل دفتر درکار ہے۔

یہ ایک واضح تاریخی حقیقت ہے کہ ہندوستان کے اندر قدسی صفات صوفیہ ومشائخ کرام کے ذریعہ ہی اسلام کی تبلیغ واشاعت زیادہ ہوئی۔ کوہ وصحرا، جنگل وبیابان، وادی وآبادی جہاں سے بھی وہ گزر گئے اسلام کی شمع روشن ہوتی چلی گئی اور

جس جگہ بیٹھ گئے ان کی مسیحا نفسی سے وہاں کی زمین شاداب ہوگئی اور مردہ قلوب میں اسلام وایمان کی تازہ روح دوڑ گئی۔

اس سلسلہ میں عطائے رسول سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سب سے نمایاں ہے۔ ان کے دست حق پرست پر شرک وبت پرستی سے تائب ہوکر نوے لاکھ غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے۔

اسی طرح ان کے فیض یافتہ مشائخ چشت نے بھی اپنے اپنے عہد میں دعوت وتبلیغ کی عظیم الشان خدمات انجام دیں۔ اور اپنے روحانی جذب وکشش سے لاکھوں غیر مسلموں کو دولتِ اسلام سے مالامال کیا جن میں یہ حضرات خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت قاضی حمید الدین ناگوری، حضرت صوفی حمید الدین ناگوری، حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر، حضرت علاؤالدین علی احمد صابر کلیری، محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی، حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی، حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز وغیر ہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

کفر وشرک سے بھرے ہوئے ہندوستان کے شہر شہر، قریہ قریہ میں ان بزرگان دین اور ان کے خلفائے کرام نے اپنے اخلاص وللّٰہیت، سیرت وکردار، انسانی مروت وہمدردی اور خدمت خلق کے ذریعہ توحید کا درس دیا، اسلام کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات پیش کیں، پاکیزہ عملی زندگی کے اعلیٰ نمونہ پیش کئے۔ تب کہیں جاکر ہندوستان کے طول وعرض میں پرچم اسلام لہرایا، نغمۂ توحید گونجا، مسجدیں تعمیر ہوکر آباد ہوئیں، اسلامی مراکز قائم ہوئے، علوم وفنون کے چراغ روشن ہوئے، دلوں کی دنیا آباد ہوئی، گمراہیوں کا پردہ چاک ہوا، تاریکیاں دور ہوئیں اور ہر طرف نور اسلام کا اجالا پھیل گیا۔ ؎

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
یہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

انھیں کا فیضانِ کرم ہے کہ ہمارے آباء واجداد نعمت اسلام سے بہرہ ور ہوئے۔ اور انہیں کی چشم عنایت ونگاہِ التفات ہے کہ ہمارے دیدہ ودل، بصارت وبصیرت کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ اس لئے ہمارا دینی وملی فریضہ ہے کہ انہیں یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں، ان کے ارشادات وتعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنی دنیا وآخرت کی بھلائی کا سامان کریں، ان کے طریقۂ دعوت وتبلیغ کو اپنائیں اور ان کے سوزِ باطن وحرارت عشق وگرمیٔ قلب کی کچھ چنگاریاں اپنے اندر پیدا کرکے۔ ؎

خود جلیں دیدۂ اغیار کو بینا کردیں

ان بزرگوں کی روح کو خوش کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ ان کے مسلکِ عشق وعرفان کو عام کیا جائے۔ اور ان کے چھوڑے ہوئے مشن کو آگے بڑھایا جائے۔ اس طریقہ کو اگر ہم صحیح طور پر اپنائیں گے تو ان کے صحیح وارث وجانشین کہلائیں گے۔ ورنہ کم ہمت اور ناخلف اولاد سے زیادہ اور ہماری کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔

رب کائنات اپنے حبیب پاک صاحب لولاک جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے سچے جانشینوں کے صدقہ وطفیل میں ہمیں صراط مستقیم پر گامزن رکھ کر بزرگان دین وصوفیہ ومشائخ کرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت شاہ نیاز احمد چشتی بریلوی

منقبتِ خواجہ

خواجۂ خواجگاں معین الدین
فخر کون و مکاں معین الدین

سرِّ حق را بیاں معین الدین
بے نشاں را نشاں معین الدین

مظہر و جلوہ گاہِ نورِ قدم
آفتاب جہاں معین الدین

مرشد و رہنمائے اہلِ صفا
ہادیِ انس و جاں معین الدین

عاشقاں را دلیل راہ یقیں
سر راہ گماں معین الدین

خواجۂ لامکاں و قدس مقام
آسمانِ آستاں معین الدین

قربِ حق اے نیاز گر خواہی
ساز وردِ زباں معین الدین

منقبتِ خواجہ

از:- بہادر شاہ ظفر

تم ہو اے خواجہ، معینِ سرورانِ حق پرست
تم ہو رمز آگاہ کُن اور واقف سرالست
تم مددگار ظفرؔ ہو کیوں ظفر کو ہو شکست
پر فلک کی دیکھ گردش کانپتے ہیں پاو دست
یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست

راہ دنیا ہے بلند وپست اور پُرپیچ وخم
جا بجا اس میں گلِ اندیشہ اور لالائے غم
ہر قدم پر خوف سے کرتا ہے سو لغزش قدم
استقامت کو بہت ہے آپ کا دستِ کرم
یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست

گر رہے ہیں کوہ سے سر پر مرے بارِ گناہ
اور میں عاجز نحیف وناتواں مانندِ کاہ
وقت تاریکی ہے اور ہر گام پر تاریک چاہ
ظلمت آبادِ جہاں میں پھرتا ہوں گم کردہ راہ
یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست

نشۂ غفلت سے پھر بدمست ہوں میں بے عمل
جوش مستی سے ہے پائے ہوشیاری میں خلل
ہوں گرا پڑتا برنگِ اشکِ مژگاں سر کے بل
دستگیری گر تمہاری ہو تو میں جاؤں سنبھل
یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست

یہ ہے باغِ خلد روضہ پر تمہارے گل فروش
جس کے ہر گل میں ہے بوئے بادۂ وحدت کا جوش
اک لپٹ میں سینکڑوں بیہوش ہوں جو بادہ نوش
اور یہی کہتے ہیں پھر جب کچھ انہیں آتا ہے ہوش
یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست

آستاں بوسی کا مجھ کو شوق تو ہے اس قدر
پر کروں کیا میں ہوں بے طاقت قدم سے سر بسر
اڑ کے میں پہونچوں ابھی میرے اگر ہوں بال وپر
ہے تمہاری ہی فقط چشمِ عنایت پر نظر
یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست

وہ تمہارا نور باطن ہے کہ خورشیدِ منیر
روبرو ہے اس کے ذرہ بلکہ ذرہ سے حقیر
تم پہ روشن ہے کہ میں اے خواجۂ روشن ضمیر
دوجہاں میں جانتا ہوں تم کو اپنا دست گیر
یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست

طوف کرتا ہے تمہارے آستاں کا آسماں
کعبۂ اہلِ صفا ہو قبلہ گاہِ مقبلاں
خواجۂ ہر دو جہاں ہو شاہِ شاہانِ جہاں
آپ کا دست حمایت چھوڑ کر جاؤں کہاں
یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست

بحر غم میں یہ ظفرؔ جوں موج ہو کر بے قرار
مارتا ہے دست و پا، تا ہاتھ آجاوے کنار
پر کنارہ دور ہے اور ہے تلاطم بے شمار
چاہتا ہے دستگیری، ہے یہ وقتِ اضطرار
یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست

مولانا حسن رضا بریلوی

منقبتِ خواجہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

ہے تری ذات عجب بحر حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا

زورِ پامالئ عالم سے اسے کیا مطلب؟
خاک میں مل نہیں سکتا کبھی ذرہ تیرا

گلشنِ ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ! اے ابرکرم زور برسنا تیرا

کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغِ عالم
خطۂ گلشنِ فردوس ہے روضہ تیرا

تیرے ذرہ پہ معاصی کی گھٹا چھائی ہے
اس طرف بھی کبھی اے مہر ہو جلوہ تیرا

پھر مجھے اپنا درِ پاک دکھا دو پیارے
آنکھیں پُر نور ہوں پھر دیکھ کے جلوہ تیرا

تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شانِ رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کے رتبہ تیرا

کیوں نہ بغداد میں جاری ہو ترا چشمۂ فیض
بحر بغداد کی ہے نہر ہے دریا تیرا

کرسی ڈالی تری تختِ شہ جیلاں کے حضور
کتنا اونچا کیا اللہ نے رتبہ تیرا

تجھ میں ہیں تربیتِ خضر کے پیدا آثار
بحر و بر میں ہمیں ملتا ہے سہارا تیرا

خفتگانِ شبِ غفلت کو جگا دیتا ہے
سالہا سال وہ راتوں کو نہ سونا تیرا

محیِ دیں غوث ہیں اور خواجہ معینِ دیں ہیں
اے حسن کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی

منقبتِ خواجہ

غریب آئے ہیں در پر ترے غریب نواز — کرو غریب نوازی مرے غریب نواز
تمہارے در کی کرامت یہ بارہا دیکھی — غریب آئے یہاں ہوگئے غریب نواز
تمہاری ذات سے میرا بڑا تعلق ہے — کہ میں غریب بڑا تم بڑے غریب نواز
لگا کے آس بڑی دور سے میں آیا ہوں — مسافروں پہ کرم کیجئے غریب نواز
نہ مجھ سا کوئی گدا ہے نہ تم سا کوئی کریم — نہ در سے اٹھوں گا بے کچھ لئے غریب نواز
حضور اشرف سمناں کے نام کا صدقہ — ہماری جھولی کو بھر دیجئے غریب نواز

زمانہ بھر سے مجھے کردیا غنی سید
میں صدقہ جاؤں تری جوگ کے غریب نواز

سید عبدالحق چشتی رضوی امجدی اعظمی

منقبتِ خواجہ

تصویر محمد ہے چہرہ میرے خواجہ کا — کعبہ ہے فقیروں کا روضہ میرے خواجہ کا
جس کو نہ یقیں آئے اجمیر چلا جائے — بٹتا ہے وہاں گھر گھر صدقہ میرے خواجہ کا
جنت کے نظاروں کو خاطر میں میں کیا لاؤں — نظروں میں سمایا ہے روضہ میرے خواجہ کا
دیکھو تو سخاوت میں کیا شان ہے خواجہ کی — کھاتے ہیں شہنشہ بھی ٹکڑا میرے خواجہ کا
نظروں میں نہیں بھائی کونین کی سلطانی — شاہوں سے بھی افضل ہے منگتا میرے خواجہ کا

کعبہ کی طرف زاہد میں کیسے پلٹ آؤں
سید نے بتایا ہے رستہ میرے خواجہ کا

از : نوح ناروی

منقبتِ خواجہ

ہمیں بھی کوئی پیمانہ معین الدین چشتی کا
رہے آباد مے خانہ معین الدین چشتی کا

کبھی چھوڑا نہ کاشانہ معین الدین چشتی کا
بڑا عاقل ہے دیوانہ معین الدین چشتی کا

شرابِ معرفت بدمست کردے سارے عالم کو
چھلکتا جائے پیمانہ معین الدین چشتی کا

حسابِ حشر سے پہلے وہ داخل ہوگا جنت میں
ملے گا جس کو پروانہ معین الدین چشتی کا

جگر کو اپنے سمجھاؤں کہ اپنے دل کو بہلاؤں
یہ دیوانہ وہ دیوانہ معین الدین چشتی کا

تمنا ہے کہ میں اجمیر پہنچوں ان کے روضے پر
میرے آگے ہو کاشانہ معین الدین چشتی کا

ضیائے شمعِ عرفاں نے جہاں کو گھیر رکھا ہے
جسے دیکھو وہ پروانہ معین الدین چشتی کا

یہ سنتا ہوں سوا ہے دل کا رتبہ عرشِ اعظم سے
دلِ اعظم ہے کاشانہ معین الدین چشتی کا

انہیں عالم سے نسبت اہلِ عالم کس طرح دیتے
کہ عالم تھا جداگانہ معین الدین چشتی کا

ہمارے خانۂ دل میں خیالِ غیر کیا آئے
یہ کاشانہ ہے کاشانہ معین الدین چشتی کا

تم ہی اے نوحؔ دیوانے ہو کیا سارے زمانے میں
زمانہ بھی ہے دیوانہ معین الدین چشتی کا

منقبتِ خواجہ

ڈاکٹر شرر مصباحی

ہوا ہے پھر مرا خلدِ نظر غریب نواز
تمہارا شہر کرامت نگر غریب نواز

ہماری عقدہ کشائی کے واسطے ہیں بنے
تمہارے ناخنِ والا ہنر غریب نواز

قبول ہو مری عمر سے بڑی ٹھہرے
جو در پہ گزری شبِ مختصر غریب نواز

ہمارے حال سے تم باخبر جو رہتے ہو
ہم اپنے حال سے ہیں بے خبر غریب نواز

حیات بانٹ رہے ہیں خدا کے بندوں میں
تمہارے کشتۂ تیر نظر غریب نواز

نہ خالی ہاتھ نہ دامن تہی کبھی جائے
درِ کریم سے یہ گدیہ گر غریب نواز

بس اپنی خیریتِ خاتمہ کا خواہاں ہے
تمہارے در سے تمہارا شرر غریب نواز

منقبتِ خواجہ

قمر سلیمانی کانپوری

چراغ انجمن اولیاء غریب نواز
امین سطوت خیبر کشا غریب نواز

مدد کو رحمت پروردگار آتی ہے
پکارتا ہے اگر کوئی یا غریب نواز

گل حدیقۂ حسنین نور چشم علی
فدائے سیرت خیرالورا غریب نواز

ہزار شورشِ طوفاں ہو مجھ کو غم کیا ہے
مرے سفینے کے ہیں ناخدا غریب نواز

وہیں سے کھینچ لیا دامنِ کرم نے ترے
غریب نے جو پکارا کہ یا غریب نواز

سجود عشق کی لذت سے آشنا جو ہوا
وہ سر نہ آپ کے در سے اٹھا غریب نواز

خدا کرے وہی جلوے ہوں آپ کے جلوے
یہی دعا ہے یہی مدعا غریب نواز

ہماری سمت بھی للہ اک نگاہِ کرم
تڑپ رہا ہے دل مبتلا غریب نواز

برائے خواجۂ عثماں ہو اک نظر آقا
سوئے غریب محبت نما غریب نواز

قمر وہ جام ملا ہے کہ جوش مستی میں
تمام عمر پکاروں گا یا غریب نواز

حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی الہ آبادی

آثار و تبرکات و ایصالِ ثواب

بزرگان دین و سلف صالحین کے آثار مقدسہ کو بطور تبرک رکھنا اور ان سے برکت حاصل کرنا بھی معمولات مشائخ میں داخل ہے اور اس کی اصل نہ صرف اس امت بلکہ انبیائے سابقین وامم سابقہ میں بھی موجود ہے جس کے لئے قرآن عظیم شاہد عدل ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ”اس (حرم کعبہ) میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں مقام ابراہیم (علیہ السلام)“

مقام ابراہیم کے متعلق جس کو آیت مذکورہ میں ”آیات بینات“ فرمایا گیا۔ علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے۔

ترجمہ: ”مقام ابرہیم وہ پتھر ہے کہ جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (تعمیر کعبہ کے وقت) اپنا قدم رکھا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس حصے کو جو ان کے قدم کے نیچے تھا، مٹی کی طرح نرم کر دیا۔ یہاں تک کہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قدم گڑ گیا۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم کا نشان جس پتھر پر ہے۔ اس کو باری تعالیٰ نے آیات بینات فرمایا اور تمام انبیاء اور امتوں کے لئے واجب التعظیم ٹھہرایا۔ چنانچہ تاریخ ام القریٰ شاہد ہے کہ ہر زمانے میں لوگ اس کا احترام کرتے رہے، یہاں تک کہ نزول قرآن کے بعد اس کی تعظیم میں چار چاند لگ گئے۔ اور اس کی اہمیت و عظمت اتنی بڑھ گئی کہ قرآن مجید نے فرمایا:

ترجمہ: ”تم سب لوگ مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔“

یہ پتھر بعد طواف کعبہ ہر مومن کے لئے نماز دوگانہ کے واسطے مصلی بنا دیا گیا۔ حکم خداوندی ہے کہ نماز تو اللہ کے لئے ہے اور سجدہ اللہ کے لئے کرو۔ مگر اپنی پیشانی اس پتھر کے پاس رکھ کر خدا کا سجدہ کرو جس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کا نشان ہے۔ یہ آثار انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اخذ برکت نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی طرح قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے ایک واقعہ میں ارشاد ہوا:

ترجمہ: ”بنی اسرائیل کے نبی (شمویل علیہ السلام) نے ان سے کہا کہ اس (طالوت) کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے وہ صندوق آئے گا جس میں سکون قلب ہے اور حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کے تبرکات ہیں۔ فرشتے اس کو اٹھا کر لائیں گے۔ یقیناً اس میں تمہارے لئے عظیم الشان نشانی ہے۔ بشرطیکہ تم ایمان والے ہو۔“

تابوت (صندوق) بنی اسرائیل جو ملائکہ کے مقدس شانوں پر نازل ہو کر سلطنت طالوت کی نشانی بنا۔ اور بنی اسرائیل نیز تمام مومنین کے لئے عظیم الشان آیت ٹھہرا۔ اس کے انوار و تبرکات کے بارے میں علامہ فخر الدین رازی کا بیان ہے کہ:

”بنی اسرائیل اس صندوق کے وسیلے سے فتح طلب کرتے تھے اور فتح و نصرت کے لئے جنگ میں اُس کو آگے کر دیتے تھے“۔ (تفسیر کبیر)

اس صندوق میں حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کے کون کون سے تبرکات تھے؟ اس کے متعلق تمام مفسرین کا متفقہ بیان ہے کہ:

ترجمہ ”وہ (تبرکات موسیٰ علیہ السلام کی نعلین اور آپ کا

عصا اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور تھوڑا سا من وسلوٰی جو بنی اسرائیل پر اترا تھا۔ اور چند ٹکڑے تورات کی تختیوں کے تھے۔"

تبرکات مشائخ کی تعظیم پر پھبتیاں کسنے والے ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ تعظیم تبرکات نہ صرف بنی اسرائیل وانبیائے بنی اسرائیل کی سنت ہے بلکہ یہ سنت الٰہیہ بھی ہے کہ تبرکات تابوت کے نقل وحمل کے لئے باری تعالیٰ نے ساکنانِ عالم قدس یعنی ملائکہ مقربین کے مقدس شانوں کو انتخاب فرمایا۔

حدیث (۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (منیٰ میں) حجام کو بلا کر داہنی جانب کے بال مونڈنے کا حکم فرمایا۔ اور ابو طلحہ انصاری کو بلا کر موئے مبارک انھیں بطور تبرک عطا فرمایا۔ پھر بائیں جانب کے بال مونڈنے کا حکم فرمایا اور ابو طلحہ کو بال عطا فرما کر حکم فرمایا کہ اس کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (بخاری ومسلم)

حدیث (۲) حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ ہم لوگ بصورت وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر ہم لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نماز پڑھی اور پھر یہ عرض کیا کہ ہماری زمین میں ایک گرجا گھر ہے۔ پھر ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی بطور تبرک مانگا تو آپ نے پانی منگایا اور وضو فرمایا اور اس میں کلی بھی فرمائی۔ پھر ایک مشکیزہ میں ڈال کر ہمیں لے جانے کا حکم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جب تم اپنی زمین میں جاؤ تو گرجا گھر کو توڑ دو اور اس پانی کو اس جگہ (تبرکا) چھڑک دو۔ اور اسی جگہ مسجد بنالو تو ہم نے کہا کہ ہمارا شہر بہت دور ہے اور گرمی بہت سخت ہے۔ یہ پانی تو خشک ہو جائے گا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس میں پانی ملا کر بڑھا لینا۔ یہ جتنا بھی بڑھتا جائے گا سب طیب وپاکیزہ ہی ہوتا چلا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث سے خاص بعد بیعت تبرکات دینا اور تبرکات کو دور دراز کے شہروں میں غائبین کے لئے لے جانا سبھی وہ چیزیں ثابت ہوگئیں جو خیر القرون سے آج تک مشائخ صوفیہ میں رائج ہیں۔

حدیث (۳) حضرت اسماء بنت ابو بکر سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک اونی جبہ کسروانی ساخت کا نکالا، جس کی پلیٹ ریشمین تھی۔ اور اس کے دونوں چاک پر بھی ریشم کی گونٹ تھی۔ پھر کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ ہے۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا۔ جب ان کی وفات ہوگئی تو میں نے اسے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پہنتے تھے۔ لہٰذا ہم اس کو دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے ہیں اور اس کے وسیلے سے شفا طلب کرتے ہیں۔ (مسلم شریف)

شفائے قاضی عیاض میں حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ تحریر ہے کہ:

"حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں کچھ موئے مبارک سلے ہوئے تھے۔ کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی تو آپ نے اتنا شدید حملہ کیا کہ صحابہ کرام نے اس کو پسند نہیں فرمایا کیونکہ اس حملے میں بہت سے مسلمان شہید ہوگئے تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ اس موئے مبارک کے لئے یہ حملہ تھا جو ٹوپی میں تھے کہ کہیں اس کی برکت مجھ سے چھین نہ لی جائے اور مشرکین کے ہاتھ نہ لگ جائے"۔ (شفا شریف)

اس کے بعد یہی صاحب شفا تعظیم آثار نبویہ کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک عجیب وغریب واقع نقل فرماتے ہیں کہ

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ

منبر نبوی کی جلوس گاہ پر ہاتھ رکھ کر اس ہاتھ کو اپنے منہ پر پھیر لیا"۔ (شفا شریف)

ان کے علاوہ بکثرت احادیث صحیحہ اس مضمون کی مروی ہیں کہ صحابۂ کرام حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لعاب دہن اور وضو کے پانی کو بطور تبرک چہرے اور آنکھوں پر ملتے تھے اور اپنے پانی کے برتن لوگ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس لاتے تھے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام تبرکاً اس میں اپنا دست مبارک ڈال دیتے تھے۔

الحاصل آثار و تبرکات بزرگان سے برکت حاصل کرنا اور ان کی تعظیم کرنا، انبیائے سابقین سے تا عہد خاتم النبیین اور پھر دور صحابہ سے آج تک یہ سلسلہ جاری ہے جس کا انکار درحقیقت آفتاب عالمتاب کا انکار ہے۔

معمول ہے کہ مشائخ کرام اپنے مریدین و خلفاء کو بوقت بیعت و خلافت عموماً اپنا عمامہ، یا کلاہ، یا جبہ وغیرہ عنایت فرماتے ہیں، اسی کو عرف عام میں خرقہ کہتے ہیں۔ اگرچہ اصطلاح تصوف میں خرقہ کے اصل معنی پیر و مرید کے درمیان ایک ارتباط خاص ہو جانے کے ہیں۔ چنانچہ عوارف المعارف شریف میں ہے کہ:

"خرقہ پہننا درحقیقت پیر و مرید کے درمیان ایک تعلق خاص ہو جانا اور پیر کو اپنے نفس پر حاکم بنالینا ہے"۔

عمامہ، جبہ وغیرہ درحقیقت اصطلاح خرقہ کی ایک ظاہری علامت ہے۔ لیکن عام طور پر عرف میں خرقہ سے مراد وہی کپڑا ہوتا ہے جو شیخ کی طرف سے مرید کو مرحمت ہوتا ہے۔

بہر کیف مشائخ کی خرقہ پوشی کی اصل شارع علیہ الصلوۃ والسلام سے ثابت ہے اور دوسرے تمام معمولات صوفیہ کی طرح اس معمول کی اصل بھی خیر القرون میں موجود تھی۔ اگرچہ اس کے بعض جزئیات ولوازم مروجہ ثابت نہیں لیکن وہ بھی اہل اللہ کے تعامل واستحسان کی وجہ سے ازروئے شریعت فعل حسن ہی قرار پائیں گے۔ اس بارے میں چند حدیثیں قابل ذکر ہیں۔

حدیث (۱) حضرت ام خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے۔ جن میں ایک چھوٹی سی کالی کملی بھی تھی تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ میں کس کو پہناؤں؟ قوم خاموش رہی۔ پھر خود ہی فرمایا کہ میرے پاس ام خالد کو لاؤ۔ چنانچہ ام خالد کہتی ہیں کہ لوگ مجھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں لائے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے وہ کملی مجھے اپنے دست مبارک سے پہنا کر دو مرتبہ یہ فرمایا کہ تو اس کو پرانی کر اور پھاڑ (یعنی تیری عمر دراز ہو کہ تو اس کو پہن کر پرانی کرے)

(عوارف وغیرہ)

اس حدیث کو نقل کر کے شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

ترجمہ: "پوشیدہ نہ رہے کہ خرقہ پوشی جس شکل میں کہ مشائخ اس کا اعتبار کرتے ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھی اور یہ طریقہ اور اس کے لئے مجمع کرنا اور سامان تیار کرنا یہ سب ایسے کام ہیں جن کو مشائخ نے ایک اچھا کام شمار کیا ہے۔ اور اس کام کی اصل (دلیل شرعی) وہ حدیث ہے جو ہم نے اوپر روایت کی ہے۔" (یعنی حدیث ام خالد)

حدیث (۲) طبرانی کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کو والی (گورنر) بنا کر کہیں روانہ فرماتے تو اس کی دستار بندی فرماتے اور شملہ دائیں جانب سے کان کی طرف چھوڑتے۔ (دار المعارف)

حدیث (۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غدیر خم کے دن میری دستار بندی فرمائی اور شملہ میرے پیچھے چھوڑا۔ (دار المعارف)

اسی طرح صوفیہ کرام خرقہ کے ثبوت کے لئے اس حدیث کو بھی دلیل کے طور پر پیش فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

پاس اپنا جبہ شریف بھیجا تھا۔ چنانچہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ سے جب خرقہ پوشی کی رسم کا سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

نمی بینی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرقہ مبارک نزد خواجہ اویس قرنی فرستاد (لطائف اشرفی)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواجہ اویس قرنی کے پاس خرقہ مبارک بھیجا تھا؟

مذکورۂ بالا حدیثوں سے واضح ہوگیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ام خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کالی کملی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے والیوں کو عمامہ اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جبہ عنایت فرمایا اور جیسا کہ طبرانی کی روایت سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر والی کی اپنے دست مبارک سے دستار بندی فرماتے۔ اہل فہم پر روشن ہے کہ مشائخ کی مروجہ خرقہ پوشی اور عہد رسالت کے والیوں کی دستار بندی میں ذرا بھی فرق نہیں بلکہ سچ پوچھو تو مشائخ کی خرقہ پوشی در حقیقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسی مبارک سنت کو زندہ کرنا اور زندہ رکھنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فاتحہ

ایصال ثواب میں مشائخ کرام کا طریقہ جس کو عرف عام میں فاتحہ بھی کہتے ہیں، یہ ہے کہ کچھ کھانا یا شیرینی وغیرہ سامنے رکھ کر الحمد شریف اور دوسری چند سورتیں اور آیتیں اور درود شریف پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر میت کے لئے دعا کرتے ہیں اور جناب باری میں عرض کرتے ہیں کہ اس تلاوت اور خیرات کا ثواب فلاں شخص کو پہنچے۔

طریق مذکورہ میں تین چیزیں تحقیق طلب ہیں۔ ایصال ثواب۔ کھانا۔ سامنے رکھ کر تلاوت، ہاتھ اٹھا کر دعا۔ بحمدہ تعالیٰ یہ تینوں باتیں احادیث سے ثابت ہیں اور تمام علماء و مشائخ اہلسنت کا معمول ہیں۔

ایصال ثواب

یہ مسئلہ علماء و مشائخ اہلسنت کا متفق علیہ و اجماعی مسئلہ ہے اور اہلسنت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ زندوں کے اعمال مُردوں کے لئے نفع بخش ہیں۔ چنانچہ عقائد نسفیہ میں ہے:

ترجمہ: "زندہ لوگ اگر مردوں کے لئے دعا کریں یا مردوں کی طرف سے صدقہ کریں تو اس سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور اس مسئلہ میں صرف (گمراہ فرقہ) معتزلہ کا اختلاف ہے۔"

اسی طرح ہدایہ ص: ۲۶۳ باب الحج عن الغیر میں ہے:

ترجمہ: "ہر انسان کے لئے یقیناً یہ جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب کسی غیر کو بخش دے۔ نماز ہو یا روزہ، صدقہ ہو یا اس کے علاوہ۔ یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔"

اس بارے میں حدیثیں بکثرت وارد ہوئی ہیں لیکن ہم یہاں صرف تین حدیثوں کے ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میری ماں اچانک مر گئی۔ اب میرے کسی عمل سے اس کو نفع پہنچ سکتا ہے یا نہیں؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیوں نہیں۔ تم کنواں کھدواؤ اور اس کے پاس حاضر ہو کر یوں کہہ دو کہ اس کا ثواب سعد کی ماں کو پہنچے۔ (صحیحین)

(۲) ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ میں اپنے والدین کے ساتھ ان کی زندگی میں احسان و سلوک کیا کرتا تھا تو کیا اب ان کے مرنے کے بعد بھی کچھ کر سکتا ہوں؟ تو ارشاد ہوا کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کی طرف سے کچھ نمازیں پڑھ لو اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کی طرف سے کچھ روزے رکھ لو (یعنی کچھ نمازوں اور روزوں کا ثواب انھیں بخش دو۔) (طبرانی)

(۳) ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اگر میں اس کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا اس کو ثواب پہنچے گا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں ثواب پہنچے گا۔ (بخاری شریف)



لیس اختر مصباحی

سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

"نام ونسب"

عطائے رسول سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نجیب الطرفین سید تھے والد ماجد خواجہ غیاث الدین عالم وفاضل اور صاحب کمال بزرگ تھے آپ کی والدہ ماجدہ ام الورع جنھیں بی بی ماہ نور بھی کہا جاتا ہے وہ بھی بڑی نیک دل عابدہ زاہدہ تھیں۔ والدین کریمین نے آپ کا نام معین الدین رکھا اور پیار وشفقت سے اپنے اس نیک بخت بچے کو حسن کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ اور آج ہندوپاک وغیر ممالک کے مسلمان عقیدت ومحبت کے ساتھ خواجہ غریب نواز کے نام سے آپ کو یاد کرتے ہیں۔

آپ کا نسب نامۂ پدری یہ ہے: خواجہ معین الدین بن خواجہ غیاث الدین بن کمال الدین بن احمد حسین بن خواجہ نجم الدین طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن علی رضا بن سید امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

آپ کا نسب نامۂ مادری یہ ہے:۔ بی بی ام الورع الموسوم بی بی ماہ نور وبی بی خاص الملہ بنت سید داؤد بن حضرت عبداللہ الحنبلی بن سید یحیٰ زاہد بن سید محمد روحی بن سید داؤد بن سید ناموسیٰ ثانی بن سیدنا عبداللہ ثانی بن سید موسیٰ اخوند بن سید عبداللہ بن سیدنا حسن مثنیٰ بن سیدنا حضرت امام حسن بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

ولادت مبارکہ

آپ کی تاریخ ولادت چودہ رجب ۵۳۷ھ مطابق ۱۱۴۲ء بوقت صبح بروز دوشنبہ ہے سن ولادت کے سلسلہ میں اختلاف بھی ہے مگر ۵۳۷ھ کو اکثر مؤرخین نے ترجیح دی ہے خطۂ سجستان کے قصبہ سنجر میں آپ کی ولادت ہوئی۔ بعض مؤرخین خطۂ اصفہان کو آپ کی جائے پیدائش بتاتے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ بیان فرماتی ہیں کہ جب معین الدین میرے شکم میں تھے تو میرا دل فرحت وانبساط سے معمور تھا، گھر میں ہر طرف خیروبرکت تھی ولادت کے وقت عجیب سی روشنی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ولادت کے بعد میرا بچہ سجدہ میں پڑا ہوا ہے اور گھر بھر میں خوشبو ہی خوشبو تھی۔

"عہد طفولیت"

آپ کے دیندار والدین نے ناز ونعمت کے ساتھ آپ کی پرورش کی اور آپ کو پاکیزہ اخلاق وکردار کا حامل بنایا، عام بچوں کے ساتھ کھیل کود سے آپ دور رہتے تھے، اچھے اور نیک کاموں کی طرف آپ کا میلان تھا، طبیعت سنجیدہ تھ[illegible]ے ہم عمر بچوں کو اپنے گھر بلا کر انھیں کھلا پلا کر آپ بہت خو[illegible]ا کرتے تھے، آپ کی پیشانی سے نور چمکتا تھا آپ کے بچپن کے دو مستند واقعات تحریر کئے جاتے ہیں جن سے آپ کی شان غ[illegible] اظہار ہوتا ہے۔

شیرخوارگی کے عالم میں جب آپ اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا کرتے تھے اور گود میں کھیلا کرتے تھے۔ اس وقت اگر کوئی عورت اپنے شیرخوار بچے کے ساتھ آپ کے گھر آجاتی اور بچہ دودھ کے لئے روتا تو فوراً آپ اپنی والدہ کو اشارہ فرماتے جس کا مطلب یہ ہوا کرتا تھا کہ آپ اپنا دودھ اس بچہ کو پلادیں۔ چنانچہ

آپ کی والدہ اس بچہ کو دودھ پلانے لگتیں جسے دیکھ کر آپ بہت خوش ہوتے اور مسکرانے لگتے۔

اپنے بچپن میں ایک بار آپ اچھے کپڑوں میں ملبوس ہو کر نماز عید کے لئے گھر سے باہر نکلے اور راستہ میں دیکھا کہ ایک اندھا بچہ پھٹا پرانا کپڑا پہنے ہوئے ہے تو آپ کا دل بے چین ہو گیا اور چہرہ پر اداسی چھا گئی آپ نے فوراً اپنے کپڑے اتار کر اس اندھے بچہ کو پہنا دیا اور خود پرانا کپڑا پہن کر اسے اپنے ساتھ لے کر عید گاہ گئے۔

تعلیم

آپ کے والد ماجد نے آپ کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ نو سال کی عمر میں آپ نے قرآن شریف حفظ کیا پھر ایک مدرسہ میں داخل ہو کر تفسیر وحدیث اور فقہ کی تعلیم پائی اور علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ علوم باطنی کی تحصیل کے لائق ہو گئے۔

روحانی انقلاب

ابھی آپ کی عمر پندرہ سال کی پوری نہیں ہوئی تھی کہ ماہ شعبان ۵۴۴ھ میں آپ کے والد ماجد کا سایہ شفقت آپ کے سر سے اٹھ گیا اور یتیمی کا یہ داغ ابھی ہرا ہی تھا کہ کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ ماجدہ بھی آپ کو داغ مفارقت دے گئیں اور حیرانی و پریشانی کے عالم میں خود آپ کو اپنے حالات و معاملات کا ذمہ دار اور نگراں بننا پڑا، صبر و رضا کے ساتھ آپ نے یہ ایام گزارنے شروع کئے اور والد کے ترکہ سے ملے ہوئے ایک باغ اور پن چکی کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔

۵۴۴ھ ہی کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے باغ میں پانی دے رہے تھے اور اس کی دیکھ بھال کر رہے تھے کہ اشارۂ غیبی سے ایک بزرگ حضرت ابراہیم قندوزی باغ کے اندر آ پہونچے جنہیں دیکھتے ہی ادب و نیاز مندی کے ساتھ آپ نے ایک سایہ دار درخت کے نیچے بٹھایا اور عزت و تکریم کے ساتھ انگور کا خوشہ پیش کر کے ان کے سامنے باادب بیٹھ گئے اس تواضع وانکساری سے حضرت ابراہیم قندوزی بہت متاثر ہوئے اور انھوں نے بغل سے کھلی نکالی اور اسے چبا کر آپ کے منہ میں ڈال دیا۔ اسے کھانا تھا کہ آپ کی دنیا بدل گئی اور دل انوار الٰہی سے چمک اٹھا۔

اپنا گھر بار اور باغ و پن چکی سب کچھ دو چار روز کے اندر ہی بیچ کر درویشوں اور ضرورت مندوں کے درمیان تقسیم کر کے سمر قند و بخارا کی راہ لی اور وہاں پانچ سال تک دینی علوم وفنون کی تحصیل و تکمیل میں صرف کئے، یہ زمانہ ۵۴۴ھ مطابق ۱۱۵۰ء سے ۵۵۰ھ مطابق ۱۱۵۵ء تک کا ہے۔ مولانا حسام الدین بخاری اور مولانا شرف الدین صاحب شرع الاسلام جیسے جلیل القدر علماء سے وہاں آپ نے استفادہ کیا۔

"سیر وسیاحت"

آپ نے اہل اللہ اور بلند ہمت بزرگوں کی طرح ۵۵۰ھ مطابق ۱۱۵۵ء سے ۵۶۱ھ مطابق ۱۱۶۵ء تک زمین کے مختلف حصوں کی سیاحت کرتے ہوئے علماء وصلحاء کی زیارت کی اور بغداد حرمین طیبین، نیشاپور، شام، کرمان، ہمدان، تبریز استرآباد، خرقان، سمرقند، ہرات، سبزوار، ملتان، لاہور، غزنی، رے وغیرہ کا سفر کیا۔ ان اسفار میں بزرگوں کے فیض صحبت سے خوب خوب استفادہ کیا۔

سفر کے تین نصیحت آمیز اور عبرت انگریز واقعات

(۱) میں (خواجہ معین الدین چشتی) ایک مرتبہ ایک شہر میں پہنچا جو شام کے نزدیک ہے۔ یہاں ایک بزرگ احد محمد الواحد غزنوی ایک غار میں رہا کرتے تھے۔ بہت لاغر تھے۔ لبادہ پر بیٹھے تھے۔ دو شیر ان کے سامنے کھڑے تھے۔ دعا گو (خواجہ معین الدین) شیروں کی وجہ سے نزدیک نہیں گیا۔ جب ان بزرگوں نے دیکھا۔ فرمایا: چلے آؤ۔ ڈرو نہیں۔ کہنے لگے اگر کسی کو ضرر رسانی کا قصد نہیں کروگے تو وہ بھی تمہیں نقصان نہیں پہونچائے گا۔ شیر کیا چیز ہیں جو ان سے خوف کیجئے۔ جو خدا سے

ڈرتا ہے اس سے سب ڈرتے ہیں۔ پھر پوچھا کہاں سے آنا ہوا؟ میں نے کہا کہ بغداد سے۔ کہنے لگے خوب آئے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ درویشوں کی خدمت کیا کرو تاکہ تم مرد بزرگ بن جاؤ۔ پھر فرمایا خلقت سے عزلت گزیں ہو کر اس غار میں مقیم ہوں اور ایک چیز کے خوف سے تیس سال روتے ہوئے گزر گئے ہیں۔ میں نے دریافت کیا۔ وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا نماز۔ جب میں نماز پڑھتا ہوں تو یہ دیکھ کر روتا ہوں کہ اس نماز کی کیا حقیقت ہے جو میں پڑھتا ہوں کیونکہ اگر ذرہ بھر بھی شرط نماز چھوٹ جائے تو میرا سب کیا ہوا بے کار ہو جائے۔ پھر فرمایا اے درویش! اگر حق نماز کا ادا کیا تو بڑا کام کیا۔ ورنہ عمر غفلت میں گزار دی۔ (دلیل العارفین از خواجہ قطب الدین بختیار کاکی)

(۲) ایک مرتبہ میں (خواجہ معین الدین چشتی) اور شیخ احمد الدین کرمانی کرمان میں سفر کر رہے تھے یہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی یہ بڑے مشغول اور پیر متقی تھے۔ الغرض ان کے پاس پہنچ کر سلام کیا۔ یہ بزرگ بہت نحیف و نزار تھے۔ بات بھی بہت کم کرتے تھے مجھے خیال ہوا کہ ان سے دریافت کروں کہ آپ اس قدر ضعیف کیوں ہیں؟ چونکہ وہ روشن ضمیر تھے میرے دریافت کرنے سے پہلے فرمایا۔ اے درویش! ایک دن دوستوں کے ساتھ میرا گورستان میں گزر ہوا۔ میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا۔ وہاں کوئی بات ہنسی کی ہوئی اس پر میں قہقہہ کے ساتھ خندہ زن ہوا۔ اس قبر سے آواز آئی اے غافل! جسے یہ مقام گور در پیش ہو، ملک الموت جیسا حریف ہو اور زیر خاک جس کے مونس سانپ اور بچھو ہوں اس کو ہنسی سے کیا کام؟ جب میں نے یہ سنا، وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا اور یاروں کے ہاتھ چوم کر رخصت ہوا اور اس غار میں آ کر مقیم ہوا۔ آج تک اس واقعہ کی ہیبت سے پگھل رہا ہوں اور چالیس سال سے بوجہ شرمندگی آسمان کی طرف نہیں دیکھتا۔ (دلیل العارفین)

(۳) بحالت مسافرت بخارا میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی یہ ازحد مشغول تھا لیکن نابینا تھا میں نے اس سے پوچھا کب سے نابینا ہوئے؟ فرمایا جب میرا کام کمالیت کو پہنچا اور وحدانیت و عظمت پر نگاہ پڑنی شروع ہوئی تو ایک دن میری نگاہ غیر پر پڑ گئی غیب سے آواز آئی۔ اے مدعی! دعویٰ تو ہماری محبت کا کرتا ہے مگر غیر کی طرف دیکھتا ہے۔ جب یہ آواز سنی تو ایسا شرمندہ ہوا کہ بات تک نہ ہو سکی۔ بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ جو آنکھ دوست کے سوا غیر کو دیکھے اندھی ہو جائے۔ اچھی طرح کہہ بھی نہ پایا تھا کہ دونوں آنکھوں کی بصارت چلی گئی (دلیل العارفین)

بیعت و خلافت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی جب اپنے سیر و سیاحت کے درمیان ۵۵۲ھ میں علاقہ نیشاپور کے قصبہ ہارون میں پہنچے تو وہاں پہ عارف باللہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی کے دست حق پرست پر بیعت کیا اور وہیں ڈھائی سال تک ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہے اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔

اپنے واقعۂ بیعت کے سلسلے میں آپ بیان فرماتے ہیں۔ ایسی صحبت میں جس میں بڑے بڑے معظم و محترم مشائخ کبار جمع تھے میں ادب سے حاضر ہوا اور روئے نیاز زمین پر رکھ دیا۔ حضرت مرشد نے فرمایا دو رکعت نماز ادا کر۔ میں نے فوراً تکمیل کی۔ رو بہ قبلہ بیٹھ۔ میں ادب سے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ پھر ارشاد ہوا سورۂ بقرہ پڑھ۔ میں نے خلوص و عقیدت سے پوری سورت پڑھی۔ تب فرمایا۔ ساٹھ بار کلمہ سبحان اللہ کہو۔ میں نے اس کی تعمیل کی۔ ان مدارج کے بعد حضرت مرشد قبلہ خود اُٹھ کھڑے ہوئے۔ میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا۔ آسمان کی طرف نظر اُٹھا کے دیکھا اور فرمایا میں نے تجھے خدا تک پہونچا دیا۔ ان جملہ امور کے بعد حضرت مرشد قبلہ نے ایک خاص وضع کی ترکی ٹوپی جو کلاہ چار ترکی کہلاتی ہے میرے سر پر رکھی۔ اپنی خاص کملی مجھے اوڑھائی اور فرمایا بیٹھ۔ میں فوراً بیٹھ گیا۔ اب ارشاد ہوا، ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ۔ میں اس کو بھی ختم کر چکا تو فرمایا۔ ہمارے مشائخ کے طبقات میں بس یہی ایک

شب و روز کا مجاہدہ ہے۔ لہذا جا اور کامل ایک شب و روز کا مجاہدہ کر۔ اس حکم کے بموجب میں نے پورا دن عبادت الٰہی اور نماز و طاعت میں بسر کی۔ دوسرے دن حاضر ہو کر روئے نیاز زمین پر رکھا تو ارشاد ہوا بیٹھ جا۔ میں بیٹھ گیا۔ پھر ارشاد ہوا اوپر دیکھ۔ میں نے نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی تو دریافت فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے؟ عرض کیا عرشِ معلیٰ تک۔ تب ارشاد ہوا۔ نیچے دیکھ۔ میں نے آنکھیں زمین کی طرف پھیری۔ تو پھر وہی سوال کیا کہاں تک دیکھتا ہے؟ عرض کیا تحت الثریٰ تک۔ حکم ہوا پھر ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ اور جب اس حکم کی بھی تعمیل ہو چکی تو ارشاد ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھ اور بتا کہاں تک دیکھتا ہے؟ میں نے دیکھ کر عرض کیا حجاب عظمت تک۔ اب فرمایا آنکھیں بند کر۔ میں نے بند کر لی۔ ارشاد فرمایا اب کھول دے۔ میں نے کھول دی تب حضرت نے اپنی دونوں انگلیاں میری نظر کے سامنے کی اور پوچھا کیا دیکھتا ہے؟ عرض کیا اٹھارہ ہزار عالم دیکھ رہا ہوں۔ جب میری زبان سے یہ کلمہ سنا تو ارشاد فرمایا بس تیرا کام پورا ہو گیا پھر ایک اینٹ کی طرف دیکھ کر فرمایا اسے اٹھا۔ میں نے اٹھایا تو اس کے نیچے سے کچھ دینار نکلے۔ فرمایا انہیں لے جا کے درویشوں میں خیرات کر۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ (انیس الارواح)

شجرۂ بیعت

خواجہ معین الدین چشتی	وصال	۶۳۳ھ
خواجہ عثمان ہارونی	وصال	۶۱۷ھ
خواجہ حاجی شریف زندنی	وصال	۵۸۴ھ
خواجہ قطب الدین مودود چشتی	وصال	۵۲۷ھ
خواجہ ناصر الدین ابویوسف چشتی	وصال	۴۵۹ھ
خواجہ ابو محمد بن احمد ابدال چشتی	وصال	۴۱۷ھ
خواجہ ابواحمد ابدال چشتی	وصال	۳۵۵ھ
خواجہ ابواسحٰق شامی چشتی	وصال	۳۲۹ھ
علو ممشاد دینوری	وصال	۲۹۹ھ
خواجہ امین الدین ابوہبیرہ البصری	وصال	۲۸۷ھ
خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی	وصال	۲۵۲ھ
خواجہ ابراہیم ادھم بلخی	وصال	۲۶۱ھ
خواجہ ابوالفیض فضیل بن عیاض	وصال	۱۸۷ھ
خواجہ واحد بن زید	وصال	۱۷۷ھ
خواجہ حسن بصری	وصال	۱۱۱ھ
امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ	وصال	۴۰ھ
محبوب کردگار سید الابرار محمد مصطفیٰ علیہ السلام	وصال	۱۱ھ

نسبت چشت

زہد و تقویٰ کے امام حضرت شیخ علو ممشاد دینوری کے خلیفہ و جانشین حضرت شیخ ابواسحاق شامی چشتی حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مشائخ طریقت میں سے ہیں ان کی طرف نسبت کرتے ہوئے چشتی کی شہرت ہوئی۔

پیر چشت ابواسحاق شامی چشتی جب حضرت خواجہ علو ممشاد دینوری سے بغداد شریف میں بیعت ہوئے تو پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ خواجہ ابواسحاق شامی نے نیاز مندی کے ساتھ عرض کیا کہ مجھے ابواسحاق شامی کہا جاتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ آج سے تمہیں اسحاق چشتی کہا جائے گا اہل چشت اور اس ملک کے لوگ تم سے ہدایت پائیں گے اور جو لوگ تمہارے سلسلہ میں داخل ہوں گے انہیں بھی قیامت تک چشتی کہا جائے گا۔

مقام چشت علاقہ ہرات (موجودہ افغانستان کا حصہ) میں خواجہ ابواسحاق شامی نے رشد و ہدایت کی بساط بچھائی اور آپ کے سلسلہ کے دوسرے بزرگ خواجہ ابواحمد چشتی، خواجہ ابویوسف چشتی، خواجہ قطب الدین مودود چشتی نے بھی چشت کو رونق بخشی اور چشت ہی کو اپنی آخری آرام گاہ بنایا۔

سات واسطوں سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے شیخ طریقت سالار چشتیاں خواجہ ابواسحٰق شامی چشتی کی نسبت سے چشتی سلسلہ کو فروغ ہوا اور پھر سلطان الہند خواجہ معین الدین

حسن چشتی کے ذریعہ کروڑوں مسلمان سلسلۂ چشت سے وابستہ ہو کر چشتی کہے اور لکھے جانے لگے۔

الٰہی تا بود خورشید و ماہی
چراغ چشتیاں را روشنائی

"مرشد کامل ابوالنور خواجہ عثمانی ہارونی چشتی"

نیشاپور کے علاقہ میں ہارون کے نام سے وہ مقدس مقام ہے۔ جہاں ایک مذہبی و علمی سید گھرانے میں ابوالنور خواجہ عثمان ہارونی چشتی کی ۵۳۶ھ مطابق ۱۱۴۱ء میں ولادت ہوئی گیارہ واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت علی مرتضیٰ سے جاملتا ہے۔ نیشاپور ہی میں تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کر کے مشہور عالم و فاضل ہوئے اور پھر علم باطن کی طرف متوجہ ہو کر کسی مرشد کامل کی تلاش میں شہر شہر گھومتے ہوئے بالآخر حضرت خواجہ شریف زندنی چشتی کے دامن کرم سے وابستہ ہوگئے۔ ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور ریاضت و مجاہدہ و مکاشفہ کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

ستر سال تک عبادت و ریاضت میں اس طرح گزارے کہ روزانہ ایک ختم قرآن حکیم کرتے، رات و دن عبادت الٰہی میں مصروف رہتے، روزے رکھتے، کبھی پیٹ بھر کھانا نہ کھاتے، مال و زر کو ہاتھ نہ لگائے اور دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر ہمیشہ یادالٰہی میں مستغرق رہتے۔

ایسے عظیم مرشد کامل سے خواجہ معین الدین چشتی نے بمقام ہارون علاقہ نیشاپور پہنچ کر ۵۵۲ھ میں شرف بیعت حاصل کیا اور ڈھائی سال تک اس مرشد کامل کی سرپرستی و نگرانی میں مصروف مجاہدہ و ریاضت رہ کر اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵۶۲ھ مطابق ۱۱۶۶ء کے فیضان مرشد کا ذکر کرتے ہوئے جو کچھ تحریر فرماتے ہیں۔ اسے انیس الارواح کے حوالہ سے ہم ابھی گزشتہ سطور میں نقل کر چکے ہیں۔

آپ عظیم منصب ولایت پر فائز تھے۔ آپ کی عظمت و بزرگی مسلم تھی، بارگاہِ الٰہی کا قرب آپ کو حاصل تھا، بہت سی کرامتوں کا آپ سے صدور ہوا۔ ایک مشہور کرامت یہ ہے۔

مقام ہارون سے بغداد کے لئے ایک بار حضرت عثمان ہارونی روانہ ہوئے۔ منزلوں پر منزلیں طے کرتے ہوئے ایک ایسی منزل پر آپ کا قیام ہوا جہاں آتش پرست رہتے تھے اور انہوں نے اپنی عبادت کے لئے ایک زبردست آتش کدہ بنا رکھا تھا جس میں روزانہ بیس گاڑی لکڑیاں جلائی جاتی تھیں اور آگ ہمیشہ روشن رہتی۔ آتش پرست اس کے اردگرد بھیڑ لگائے رہتے تھے اور آگ کی پوجا کرتے تھے۔

اس منزل پر ایک سایہ دار درخت کے نیچے حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے قیام فرمایا اور نماز کا وقت آیا تو مصلّٰی بچھا کر نماز میں مصروف ہو گئے اور اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ افطار کے لئے آگ کا انتظام کر کے روٹی تیار کرے۔ خادم آگ لینے کے لئے آتش کدہ پہونچے اور آگ مانگی تو آتشد پرستوں نے یہ جواب دیتے ہوئے آگ دینے سے انکار کر دیا کہ آگ کو ہم معبود سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم اس میں سے تمہیں آگ نہیں دے سکتے۔

خادم ناکام ہو کر واپس لوٹے اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے عرض کیا جسے سن کر آپ بنفس نفیس آتش کدہ پہنچے وہاں آپ نے دیکھا۔ ایک بوڑھا شخص جس کا نام مخشیا تھا اس کی گود میں ایک سات سالہ بچہ تھا۔ بہت سے آتش پرست اس بوڑھے کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے اور سب آگ کی پرستش میں مصروف تھے۔ آپ نے اس بوڑھے شخص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ تم لوگ اس آگ کی پرستش کیوں کرتے ہو؟ یہ تو اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے جو پانی سے خود بخود بجھ جاتی ہے۔ تم لوگ اس اللہ کی عبادت کرو جو اس آگ کا خالق ہے۔ اگر تم معبود حقیقی خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو گے تو تمہیں جہنم کی آگ سے نجات مل جائے گی۔

بوڑھے مخشیا نے یہ سن کر کہا ہمارے دین میں آگ کا مقام بہت بلند ہے اور ہم اس کی پرستش اس یقین کے ساتھ کرتے ہیں کہ قیامت کے دن یہ آگ ہمیں نہیں جلائے گی۔

آپ نے ارشاد فرمایا تم لوگ مدت دراز سے آگ کی عبادت وخدمت کر رہے ہو۔ ذرا اس میں ہاتھ ڈال کر دیکھو کہ تمہیں جلاتی ہے کہ نہیں۔

اس بوڑھے نے کہا آگ کی خاصیت ہی یہ ہے کہ اس میں جو چیز ڈالی جائے اسے جلا دیتی ہے بھلا کس کا ہاتھ اس میں محفوظ رہ سکتا ہے۔

اس سوال وجواب کے بعد آپ نے اس بوڑھے کی گود سے بچہ کو لیتے ہوئے فرمایا کہ یہ آگ خالق حقیقی کے حکم کے بغیر ایک بال بھی نہیں جلا سکتی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر "یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلاَمًا عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ" پڑھتے ہوئے اس بچہ کے ساتھ آتش کدہ میں داخل ہوگئے۔ یہ حیرت ناک منظر دیکھ کر آتش پرست آہ وفغاں کرنے لگے آگ میں داخل ہوتے ہی آپ مع اس بچہ کے تھوڑی دیر کے لئے لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگئے اور اس وقفہ میں آتش پرستوں کے درمیان ایسی ہلچل اور لوگوں کے درمیان ایسی کھلبلی مچی کہ ہزاروں تماشائی آتش کدہ کے پاس جمع ہوگئے اور پھر ان سبھوں نے چند ہی ساعت کے بعد اپنے ماتھے کی آنکھوں سے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ آپ اس بچہ کے ساتھ آتش کدہ سے اس طرح باہر نکل رہے ہیں کہ دونوں کے جسم ولباس پر آگ تو کیا دھواں کا بھی کوئی اثر نہ تھا اور بچہ نہایت خوش وخرم نظر آرہا تھا۔

بوڑھے مخشیا نے بچہ سے دریافت کیا کہ تم نے آگ کے اندر کیا دیکھا؟ بچہ نے جواب دیا۔ میں اس بزرگ کی برکت سے باغ کی سیر کر رہا تھا۔

حیرت واستعجاب کے ساتھ یہ منظر دیکھنے اور بچہ کا جواب سننے والے ہزاروں آتش پرست حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے گرویدہ ہوگئے اور آتش پرستی سے توبہ کرکے صدق دلی کے ساتھ سب نے فوراً اسلام قبول کیا۔ اور پھر آپ کے دست حق پرست پر بیعت بھی ہوگئے مخشیا کا نام آپ نے عبداللہ اور بچہ کا نام ابراہیم رکھا۔

ڈھائی سال تک یہاں قیام پذیر رہ کر حضرت خواجہ عثمان ہارونی مصروف ارشاد وہدایت رہے اور جس جگہ آگ کی پرستش ہوا کرتی تھی وہاں ایک عالیشان مسجد تعمیر ہوئی اور توحید الٰہی کے نغمے گونجنے لگے۔ (مونس الارواح وخزینۃ الاصفیاء)

حضرت خواجہ عثمان ہارونی اور خواجہ معین الدین حسن چشتی کو ایک دوسرے سے بے پناہ تعلق خاطر تھا۔ عبادت وریاضت اور سیر وسیاحت میں بائیس سال تک خواجہ معین الدین چشتی اپنے اس مرشد کامل کے ساتھ رہے۔ خادم کی طرح اپنے مرشد کا توشۂ سفر اپنے سر پر رکھ کر بائیس سال تک شریک سفر رہے۔ یہ محبت وخدمت دیکھ کر مرشد کامل نے آپ کو خلافت وجانشینی سے سرفراز فرمایا اور برکت وسعادت کے لئے وہ عظیم تبرکات بھی آپ کو عطا ہوئے جن کے بارے میں آپ خود بیان فرماتے ہیں۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے ارشاد فرمایا خواجہ معین الدین! میں نے یہ سب کام تیری تکمیل کے لئے کیا ہے۔ تجھ کو اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ فرزند خلف وہی ہے جو اپنے گوش وہوش میں اپنے پیر کے ارشادات کو جگہ دے۔ اپنے شجرہ میں ان کو لکھے اور انجام کو پہنچائے تاکہ کل قیامت کے دن شرمندگی نہ ہو۔

اس ارشاد کے بعد عصائے مبارک جو مرشد کے سامنے رکھا تھا۔ دعا گو کو عطا فرمایا بعد ازاں خرقہ، نعلین، چوبیں، اور مصلّٰی بھی عنایت فرما کر سرفراز فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا۔

یہ تبرکات ہمارے پیران طریقت قدس سرہم کی یادگار ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے ہم تک پہنچے ہیں اور ہم نے تجھے دیئے ہیں ان کو اس طرح اپنے پاس رکھنا جس طرح ہم نے رکھا۔ جس کو مرد پانا اس کو ہماری یہ یادگار دینا۔ (انیس الارواح) ۵۸۲ھ مطابق ۱۱۸۶ء میں بغداد مقدسہ میں یہ تبرکات تفویض کئے گئے۔

خواجہ معین الدین چشتی جب اشاعت اسلام کے لئے ہندوستان آئے تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی بھی ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں پھر دونوں حضرات کی ملاقات ہوئی۔ یہ زمانہ شمس الدین التمش کی حکومت کا تھا جسے بزرگوں سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ اس نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی شایانِ شان تعظیم و تکریم کی اور ہر طرح کی خدمت بجالایا۔ جس سے خوش ہو کر آپ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو حکم دیا کہ شمس الدین التمش کی تربیت و ہدایت کے لئے ایک کتاب لکھو چنانچہ آپ نے تعمیل حکم کرتے ہوئے گنج اسرار کے نام سے ایک کتاب لکھی۔

آپ کی خواہش اور دعا تھی کہ مکہ مکرمہ میں انتقال ہو اور وہیں دفن ہونے کی سعادت ملے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی ۵ر شوال ۶۱۷ھ مطابق ۱۲۲۰ء میں آپ کا وصال ہوا اور مکہ مکرمہ کے مقدس قبرستان "جنت المعلی" میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

افسوس کہ ۱۹۲۵ء میں حرمین شریفین پر نجدیوں کا جب غاصبانہ تسلط ہوا اور انہوں نے اپنی سنگ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مدینہ طیبہ کے متبرک قبرستان "جنت البقیع" اور مکہ مکرمہ کے "جنت المعلی" کے مزارات متبرکہ منہدم و مسمار کیا اور عالم اسلام کے شدید احتجاج کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنا ظالمانہ اقدام جاری رکھا تو بے شمار مزارات کے ساتھ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی قبر مبارک بھی شہید ہو کر آج بے نام و نشان ہو چکی اور "جنت المعلی" کے بیچ سے نجدیوں نے پختہ سڑک بنا کر نشان قبر کو بھی محو کر ڈالا ہے۔

بغداد مقدسہ

قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سید عبداللہ حنبلی کے پوتے اور عطائے رسول خواجہ معین الدین چشتی کی والدہ محترمہ سید عبداللہ حنبلی کی پوتی تھیں۔ ان دونوں کے والد حقیقی بھائی تھے اس طرح یہ دونوں عظیم المرتبت بزرگ ایک دوسرے کے قریبی رشتہ دار تھے۔

بغداد مقدسہ میں ۵۵۰ھ مطابق ۱۱۵۵ء میں ان دونوں حضرات کی پہلی ملاقات ہوئی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی نے خواجہ معین الدین چشتی کو دیکھ کر فرمایا۔ یہ مرد مقتدائے روزگار ہے اس سے بہت سے لوگ منزل مقصود تک رسائی حاصل کریں گے۔

۵۵۵ھ مطابق ۱۱۶۰ء میں بھی آپ ہارون میں ڈھائی سالہ قیام کے بعد بغداد پہنچے تھے اور اس سفر میں آپ نے حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے مرشد حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبدالقادر سہروردی سے ملاقات کی تھی۔

۵۸۰ھ مطابق ۱۱۸۴ء میں قصبہ سنجار پہنچ کر شیخ نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں ڈھائی ماہ قیام کرنے کے بعد قصبہ جیل پہنچ کر دوبارہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ملاقات کی اور آپ سے باطنی فیوض و برکات حاصل کئے۔

۵۸۲ھ مطابق ۱۱۸۶ء میں بغداد پہنچنے کا ذکر کرتے ہوئے خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہیں کہ:

بعد ازاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ بغداد واپس تشریف لا کر معتکف ہوئے اور دعا گو سے ارشاد فرمایا۔ اس مقام سے چند روز تک باہر نہ آؤں گا مگر تو چاشت کے وقت آیا کر کہ تجھ سے ترغیب فقر بیان کروں تاکہ مریدوں اور فرزندوں کے لئے میرے بعد یادگار ہو۔

یہاں خواجہ معین الدین چشتی روزانہ حاضر خدمت ہو کر اپنے مرشد کے ارشادات مبارکہ قلمبند فرمالیا کرتے تھے اس طرح ایک رسالہ مرتب ہو گیا جو اٹھائیس مجلسوں پر مشتمل ہے اسی رسالہ کا نام "انیس الارواح" ہے۔

۵۹۸ھ میں بھی خواجہ معین الدین چشتی بغداد شریف تشریف لے گئے تھے۔ اور کچھ عرصہ قیام فرمایا تھا۔

زیارت حرمین شریفین

۵۵۱ھ مطابق ۱۱۵۶ء میں آپ نے بغداد شریف سے مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کا پہلا سفر کیا اور وہاں کی برکتوں سے ہمکنار

ہوئے اور وہیں سے ہارون پہنچ کر ۵۵۲ھ میں آپ نے خواجہ عثمان ہارونی سے بیعت کی تھی۔

۵۶۳ھ مطابق ۱۱۶۸ء میں خواجہ عثمان ہارونی خواجہ معین الدین چشتی کو ساتھ لے کر حرمین شریفین پہونچے۔

خواجہ معین الدین چشتی زیارت وطواف خانۂ کعبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ پیرومرشد نے میرا ہاتھ پکڑا اور حق تعالیٰ کے سپرد کیا اور میرے بارے میں رب تعالیٰ سے مناجات کی۔ ندا آئی ہم نے معین الدین کو قبول کیا۔ (انیس الارواح)

اس کے بعد اپنے مرشد کے ہمراہ آپ مدینہ منورہ پہنچے اور بارہ گاہ رسول مقبول ﷺ میں حاضری دی۔ مرشد نے حکم دیا۔ سلام کر۔ آپ نے بارگاہ رسالت میں سلام عرض کیا۔ نصیبہ کی ارجمندی نے ساتھ دیا اور آواز آئی وعلیکم السلام۔

یہ آواز سن کر مرشد نے فرط مسرت سے ارشاد فرمایا۔ اب تو درجۂ کمال کو پہنچ گیا۔

۵۸۳ھ مطابق ۱۱۸۷ء میں خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچے ایک دن جب کہ حرم کعبہ میں مصروف عبادت وریاضت تھے۔ غیب سے آواز آئی۔ معین الدین میں تجھ سے خوش ہوں۔ میں نے تمہیں بخش دیا۔ جو چاہو مانگو تاکہ میں تمہیں عطا کروں۔

خواجہ معین الدین چشتی یہ آواز سن کر سجدہ میں چلے گئے اور عرض کیا یااللہ! معین الدین کے مریدین کو بخش دے۔

غیب سے آواز آئی۔ اے معین الدین تو ہماری ملک ہے جو تیرے مرید اور سلسلہ میں تا قیامت مرید ہوں گے انہیں بخش دوں گا۔ (سیر الاقطاب)

کچھ دنوں بعد آپ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہوئے مسجد قبا پہنچ کر سجدۂ شکر ادا کیا، عبادت کی پھر مسجد نبوی پہنچے اور دربار رسالت سے آپ کو یہ بشارت ملی۔

اے معین الدین! تو میرے دین کا معین ہے۔ میں نے ولایت ہندوستان تجھ کو عطا کی۔ وہاں کفر وظلمت پھیلی ہوئی ہے۔ تو اجمیر جا۔ تیرے وجود سے ظلمتِ کفر دور ہوگی اور اسلام رونق پذیر ہوگا۔

مدینہ سے اجمیر تک

خواجہ معین الدین چشتی مدینہ طیبہ سے بغداد شریف چشت شریف ہوتے ہوئے ہرات سے سبزہ وار، ملتان اور پھر لاہور پہنچے وہاں سے سمانا (پٹیالہ کے قریب ایک جگہ) دہلی ہوتے ہوئے ۵۸۶ھ مطابق ۱۱۹۰ء میں پہلی بار اجمیر پہنچے اس وقت اجمیر کا راجہ پرتھوی راج تھا۔

راجہ پرتھوی راج چوہان (جسے رائے پتھورا بھی کہا جاتا ہے) شمال مغربی ہندوستان کے ایک وسیع وعریض خطہ کا طاقتور حکمراں تھا۔ اجمیر اس کا پایہ تخت تھا اور دہلی بھی اس کی عمل داری میں تھی۔

اجمیر سے باہر سایہ دار جگہ پر خواجہ معین الدین چشتی نے قیام کرنا چاہا۔ لیکن راجہ پرتھوی راج چوہان کے کارندوں نے کہا آپ یہاں نہیں بیٹھ سکتے یہ جگہ راجہ کے اونٹوں کے بیٹھنے کی ہے۔

آپ نے ناگوار لہجے میں فرمایا اچھا اونٹ بیٹھتے ہیں تو بیٹھیں۔

یہ کہہ کر آپ اناساگر کے کنارے چلے گئے اور وہیں پڑاؤ ڈال دیا۔

ادھر اونٹ معمول کے مطابق اپنی جگہ بیٹھے ہی رہ گئے۔ کوشش کے باوجود راجہ کے ملازمین ان اونٹوں کو اپنی جگہ سے نہ اٹھا سکے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کے سینے زمین سے چپک گئے ہیں۔ ملازمین سخت حیران وپریشان تھے کہ آخر اونٹوں کو کیا ہو گیا۔ سوچتے سوچتے بالآخر وہ اس نتیجہ تک پہونچے کہ کل جس درویش کو یہاں ٹھہرنے نہیں دیا گیا تھا اسی کی بددعا سے اونٹوں کا یہ حشر ہوا ہے۔ شتربانوں کے داروغہ نے پرتھوی راج چوہان کو اس واقعہ کی تفصیلات سے آگاہ کیا تو وہ بھی حیران ہوا اور

اس نے بھی کوئی چارہ نہ دیکھ کر حکم دیا کہ سب کے سب درویش کے پاس جاکر اس سے معافی مانگے۔

راجہ کے ملازمین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے کل کے رویے کی معافی کے طالب ہوئے۔ آپ نے ازراہ شفقت ان سب کو معاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اچھا جاؤ اونٹ کھڑے ہیں۔ (سیر الاقطاب ۔ مسالک السالکین، مونس الارواح، خزینۃ الاصفیاء)

رام دیو کا قبولِ اسلام

اجمیر اس زمانہ میں ہندوؤں کا بہت بڑا مذہبی وسیاسی مرکز تھا۔ اس لئے راجہ پرتھوی راج چوہان سے ملاقات کر کے ہندوؤں کی ایک جماعت نے کہا کہ شہر کے پاس اس درویش کا قیام مناسب نہیں۔ اسے یہاں سے نکال دینا چاہئے۔ راجہ کے حکم کے مطابق اس کے مسلح سپاہی کچھ پنڈتوں کو ساتھ لے کر اناساگر کے قریب پہنچے۔ ان کا رخ دیکھ کر خواجہ معین الدین چشتی نے ایک مٹھی خاک پر آیۃ الکرسی پڑھ کر ان کی طرف پھینکا جس کے منہ پر بھی ذرا سی خاک پڑی وہ بدحواس ہو کر شہر کی طرف بھاگ نکلا اور راجہ کا حکم خاک میں مل گیا۔

(تذکرۃ الاولیاء)

اناساگر کے کنارے بہت سے بت خانے تھے اور وہیں ایک بہت بڑا مہنت رام دیو نام کا تھا۔ جو ہندوؤں کا مذہبی گرو تھا راجہ اور اجمیر کے لوگ اس کے معتقد تھے۔ راجہ کے سپاہی جب بزور طاقت اس درویش کامل کو اجمیر سے نکالنے میں ناکام ہوگئے تو راجہ اور اس کے آدمیوں نے رام دیو سے گزارش کی کہ وہ اپنی بھکتی اور شکتی کے بل پر درویش کو شہر سے باہر نکال دے۔ رام دیو ایک غضبناک گروہ کے ساتھ درویش کے پاس پہنچا اور جیسے ہی درویش کی نظر اس پر پڑی اس کا جسم بید کی طرح کانپنے لگا۔ اس کی کایا پلٹ ہوگئی۔ اس نے اسی وقت قبول اسلام کرلیا اور پلٹ کر اس نے خود ہی اپنے ساتھ آئے ہوئے ہندوؤں پر حملہ کر کے انہیں ڈنڈے اور پتھر مار کر شہر کی طرف بھگادیا۔

درویش نے خوش ہو کر اسے ایک پیالہ پانی عنایت فرمایا۔ جسے پیتے ہی اس کا دل صاف وشفاف آئینہ بن گیا اور اس کے قلب وروح میں اسلام وایمان کی شعاعیں بکھرنے لگیں۔ درویش نے اسے فوراً شرف بیعت سے سرفراز فرما کر اس کا نام سعدی رکھا۔

جے پال جوگی کا قبول اسلام

اپنی پے درپے شکست دیکھ کر راجہ اور اس کے آدمی یہ سمجھنے لگے کہ یہ درویش کوئی بڑا ساحر وجادوگر ہے اس لئے کسی بڑے جادوگر کو بلا کر اس درویش کو ساحرانہ قوت کے ذریعہ یہاں سے مار بھگایا جائے۔ چنانچہ راجہ پرتھوی راج چوہان نے مشہور جادوگر جے پال جوگی کو اس کام کے لئے آمادہ کیا کہ اپنے جادو کے ذریعہ درویش کو تباہ وبرباد کردے۔

جے پال جوگی اپنے ڈیڑھ ہزار جادوگر چیلوں کے ساتھ اناساگر کی طرف بڑھا۔ درویش کو جب اس کی خبر ہوئی تو وضو کر کے عصائے مبارک سے ایک حصار کھینچ کر اس کے اندر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ انشاء اللہ کوئی ضرر پہنچانے والی چیز اس دائرہ کے اندر داخل نہیں ہوسکتی۔

جادوئی شکتی کے ساتھ بھیانک روپ میں جے پال جوگی کے جو بھی چیلے حصار کے قریب پہنچتے اور جیسے ہی اس کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتے بے ہوش ہو کر فرش پر ڈھیر ہو جاتے۔

ادھر راجہ نے درویش اور اس کے خدام کو مغلوب کرنے کے لئے اناساگر کے گرد سپاہیوں کا پہرہ بٹھادیا تاکہ درویش کا کوئی آدمی اناساگر پہنچ کر نہ اس کا پانی استعمال کرسکے نہ ہی اپنی ضروریات کے لئے اس کا پانی کہیں لے جاسکے۔ درویش کو جب اس پہرہ کا علم ہوا تو نومسلم سعدی کو ایک پیالہ دے کر اسے حکم دیا کہ جاؤ اور جس طرح بھی ممکن ہوسکے اس پیالہ کے اندر اناساگر کا پانی لاؤ پہروں کے باوجود سعدی کسی طرح اناساگر کے

پاس پہنچا اور پیالہ کے اندر اس کا پانی لے کر درویش کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ اس کی کارسازی نے درویش اور اس کے خدام کی اس طرح مدد فرمائی کہ اناساگر کا سارا پانی اس پیالہ کے اندر سما گیا۔ اجمیر کے باشندے اناساگر تالاب کے پانی ہی سے اپنی ساری ضروریات پوری کرتے تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ اناساگر بالکل خشک ہو گیا ہے تو شہر کے اندر کہرام مچ گیا۔ جے پال جوگی یہ حال دیکھ کر حصار کے قریب پہنچا اور اس نے کہا کہ شہر کے لوگ اور جانور ہلاک و بدحال ہو رہے ہیں آپ کو ان کے ساتھ شفقت و رحم دلی کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔

جے پال جوگی کی درخواست سن کر درویش نے سعدی سے فرمایا یہ پیالہ لے جاؤ اور جہاں سے تم نے یہ پانی لیا ہے وہیں اسے انڈیل دو۔ سعدی نے جیسے ہی پیالہ کا یہ پانی اناساگر میں انڈیلا سارا تالاب پہلے ہی کی طرح لبالب بھر گیا۔

جے پال جوگی نے اپنے دَل بَل کے ساتھ حصار درویش پر اس طرح حملہ کا آغاز کیا کہ سانپوں کی ایک لہراتی ہوئی فوج بھیجی جو حصار کے قریب پہنچ کر سر پٹکتی رہ گئی۔ اس ناکامی کے بعد جے پال جوگی نے اپنی جادوئی شکتی سے آگ کی بارش شروع کی۔ مگر اس کا بھی حصار کے اوپر کوئی اثر نہ ہو سکا۔ تنگ آکر جے پال جوگی نے درویش سے کہا بہتر ہے کہ تم یہاں سے فوراً نکل جاؤ ورنہ میں فضا میں اڑ کر تم پر ایسی بلا نازل کروں گا کہ نیست و نابود ہو جاؤ گے۔ درویش نے فرمایا تم زمین پر میرا کیا بگاڑ سکے کہ اب آسمان کی باتیں کر رہے ہو۔

جے پال جوگی نے ہوا میں ہرن کی کھال اچھالی اور جست لگا کر اس کے اوپر بیٹھ گیا اور پرواز کرتے ہوئے نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ ادھر خواجہ نے اپنی پاپوش (کھڑاؤں) کو حکم دیا کہ جاؤ اس جادوگر کو نیچے اتار لاؤ۔ کھڑاؤں بھی ہوا میں پرواز کر گئی اور کچھ دیر بعد لوگ یہ عجیب و غریب منظر دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جے پال جوگی تیزی کے ساتھ نیچے زمین کی طرف آرہا ہے اور اس کے سر پر کھڑاؤں کی ضرب پڑ رہی ہے۔

اب جے پال جوگی کا دماغ درست ہو گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ درویش کوئی جادوگر نہیں بلکہ روحانی قوت کا مالک ہے۔ اس نے درویش کے قدموں پر سر رکھ دیا اور درویش نے اسے کلمہ پڑھا کر مشرف باسلام کر لیا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

(خزینۃ الاصفیاء)

سعدی اور عبداللہ کی درخواست پر درویش نے شہر کے اندر جھالرا سے متصل جگہ کو اپنے قیام کے لئے منتخب کیا۔ وہیں عبادت خانہ، جماعت خانہ مطبخ وغیرہ بنوایا۔ شہر کے لوگ آپ کی عبادت و ریاضت، اخلاق و کردار اور روحانی جذب و کشش دیکھ کر شرک و بت پرستی سے توبہ کر کے مشرف باسلام ہونے لگے اور ہزاروں معبودان باطل کی بجائے ایک معبود حقیقی کی بارگاہ میں سربسجود ہونے لگے۔

پرتھوی راج چوہان اور شہاب الدین غوری

خواجہ معین الدین چشتی نے قیام شہر کے بعد پرتھوی راج چوہان کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے فرمایا۔

اے راجہ! تیرا اعتقاد جن جن لوگوں پر تھا وہ بحکم خدا مسلمان ہو چکے ہیں اگر بھلائی چاہتا ہے تو تو بھی مسلمان ہو جا۔ ورنہ ذلیل و خوار ہو گا۔ سنگ دل پرتھوی راج نے اس دعوت حق کو قبول نہ کیا تو حضرت خواجہ نے مراقبہ کیا۔ کچھ دیر کے بعد جب تفکر سے سر اٹھایا تو فرمایا اگر یہ بدبخت ایمان نہ لایا تو اس کو زندہ گرفتار کر کے اسلامی لشکر کے حوالے کرادوں گا۔

(سیر الاقطاب)

آپ کی روز افزوں مقبولیت اور اسلام کی طرف عوام کی بڑھتی ہوئی رغبت دیکھ کر راجہ پرتھوی راج چوہان اور اس کے ارکان سلطنت گھبرا اٹھے۔ چھوٹے چھوٹے ایسے کچھ واقعات بھی ہوئے جن سے خواجہ اور راجہ کے درمیان کشمکش پیدا ہو گئی۔ خواجہ معین الدین چشتی کا ایک مرید جو راجہ کے یہاں

ملازم تھا اسے راجہ نے پریشان کرنا شروع کیا۔ خواجہ نے اسے ظلم سے باز رہنے کی نصیحت کی۔ مگر راجہ نے اس نصیحت پر عمل کرنے کے بجائے غضبناک ہو کر کہا کہ یہ شخص کسی طرح سے یہاں سے چلا جاتا تو بہت ہی اچھا ہوتا۔ یہ شخص یہاں آکر غیب کی باتیں کرتا ہے۔

راجہ کی یہ گستاخی جب خواجہ کے کانوں تک پہونچی تو آپ نے عالم جلال میں ارشاد فرمایا۔ پتھورا را زندہ گرفتم وداد یم۔ (سیر الاقطاب و مونس الارواح و فوائد السالکین)

بابا فرید الدین گنج شکر اپنے پیر و مرشد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں (خواجہ قطب الدین) خواجہ معین الدین کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ ان دنوں رائے پتھورا (پرتھوی راج چوہان) زندہ تھا اور کہا کرتا تھا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ فقیر (خواجہ معین الدین) یہاں سے چلے جائیں۔ یہ بات ہر شخص سے کہا کرتا تھا۔ پہنچتے پہنچتے خواجہ معین الدین تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ اس وقت آپ حالت سکر میں تھے فوراً آپ نے مراقبہ کیا اور مراقبہ ہی کی حالت میں آپ کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے۔

پتھورا را زندہ گرفتم وداد یم۔ ہم نے رائے پتھورا کو زندہ ہی گرفتار کر کے مسلمانوں کے حوالہ کیا۔

(ملفوظات خواجگان چشت)

ایک دن راجہ نے خواجہ کے پاس یہ پیغام بھیج دیا کہ آپ کل (محرم ۵۸۸ھ) اجمیر سے چلے جائیں۔ جواب میں خواجہ نے راجہ کے پاس یہ کہلا بھیجا۔

ہم تو جاتے ہیں مگر تم کو نکالنے والا شہاب الدین غوری عنقریب آتا ہے۔ (اضافات حمید)

خراسان میں سلطان شہاب الدین غوری نے ایک شب خواب دیکھا کہ سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اس سے فرمارہے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالی نے تمہیں ہندوستان کی سلطانی بخش دی ہے۔ اس کی طرف جلد توجہ کرو اور راجہ رائے پتھورا کو زندہ گرفتار کرو۔ (سیر الاقطاب)

ادھر قنوج کا راجہ جے چند، راجہ رائے پتھورا کا شدید مخالف تھا اس نے اپنے قاصدوں کے ذریعہ شہاب الدین غوری کو دعوت دی کہ رائے پتھورا (پرتھوی راج چوہان) پر حملہ کا نہایت مناسب وقت ہے میرا ہر طرح کا تعاون آپ کے ساتھ ہے۔ دیگر تفصیلات قاصدوں کے ذریعہ معلوم کرلیں۔

شہاب الدین غوری غزنی (افغانستان) سے پوری تیاری کے ساتھ ۵۸۸ھ مطابق ۱۱۹۲ء میں ایک لاکھ چند ہزار لشکر کے ساتھ ترائن (پنجاب) میں آکر خیمہ زن ہوئے۔ رائے پتھورا بھی ڈیڑھ سو راجاؤں کے ساتھ تین لاکھ سے زیادہ کا لشکر جرار لے کر میدان جنگ میں مقابلہ کے لئے صف آرا ہو گیا گھمسان کا رن پڑا۔ دونوں فوجوں نے اپنی اپنی بہادری کے جوہر دکھائے لیکن شہاب الدین کی شجاعت اور جنگی حکمت عملی غالب رہی۔ سلطان شہاب الدین غوری کو فتح اور راجہ پرتھوی راج کو شکست ہوئی راجہ نے میدان جنگ سے بھاگنا چاہا مگر اسے زندہ گرفتار کر کے تہ تیغ کردیا گیا (تاریخ فرشتہ)

اس جنگ سے شاندار فتح کا آغاز ہوا اس نے شمالی ہند کا نقشہ پلٹ دیا۔ مسلمانوں کی شان و شوکت میں اضافہ ہوا اور شہاب الدین غوری نے ہانسی، سرسوتی، اجمیر، دہلی کو بھی کچھ ہی دن میں فتح کرلیا اور پھر شہاب الدین غوری کے مقرر کردہ عملہ نے دو تین سال کے اندر ہی بیانہ، گوالیار، قنوج، میرٹھ، علی گڑھ، بدایوں، کالپی، کالنجر، بنارس، اودھ، بہار، بنگال، گجرات سب پر رفتہ رفتہ قبضہ کر کے اپنی حکومت میں شامل کرلیا اور مسلمانوں کا ان سارے علاقوں میں عروج ہو گیا۔

جس وقت شہاب الدین غوری اپنی فتح کے بعد اجمیر شہر میں داخل ہو رہا تھا تو سورج غروب ہو رہا تھا اور اس نے خلاف توقع چند ہی لمحوں بعد سنا کہ کہیں سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہو رہی ہے۔ اس نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ یہاں ایک درویش آئے

ہوئے ہیں جن کی برکت و دعوت سے بہت سے لوگ مسلمان ہوچکے۔ شہاب الدین غوری تیزی کے ساتھ اس جگہ پہنچا جہاں سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہو رہی تھی اس نے دیکھا نماز مغرب کے لئے جماعت کھڑی ہے اور ایک درویش امامت فرما رہے ہیں۔ شہاب الدین غوری لپک کر شریک جماعت ہوا۔ جماعت ختم ہونے کے بعد اچانک یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ درویش (خواجہ معین الدین چشتی) وہی ہیں جنھوں نے اسے فتح وکامرانی کی بشارت دی تھی۔

شہاب الدین غوری نے بڑھ کر درویش کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا اور زار و قطار رونے لگا۔ کچھ دیر بعد جب کچھ سکون ہوا تو اس نے درخواست کی کہ مجھے اپنے غلاموں میں قبول کر لیا جائے۔ خواجہ معین الدین چشتی نے کرم فرماتے ہوئے اسے شرف بیعت سے سرفراز فرمایا۔

شہاب الدین غوری فتح ترائن کے بعد اجمیر پر رائے پتھورا کے لڑکے کولا کو عہد و پیمان کے بعد اپنا باج گزار حاکم اور دہلی میں قطب الدین ایبک کو اپنا نائب مقرر کر کے ہندوستان سے واپس چلا گیا۔ ۳؍ شعبان ۶۰۲ھ مطابق ۱۵؍ مارچ ۱۲۰۲ء کو شہید ہو کر واصل بحق ہوا۔

لاہور و دہلی

۵۵۰ھ مطابق ۱۱۵۵ء جب خواجہ معین الدین چشتی بغداد شریف پہنچے اور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی سے ملاقات ہوئی تو گفتگو کے دوران جب خواجہ معین الدین چشتی نے اپنے اس عزم کا اظہار کیا کہ جلد ہندوستان کا سفر کرنا ہے تو سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا۔ اے معین الدین! سرحد ہند پر ایک شیر بیٹھا ہے اس سے ڈرنا۔

آپ کا اشارہ حضرت ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری کی طرف تھا جنھیں آج عقیدت کے ساتھ داتا گنج بخش کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور لاہور میں آپ کا مزار مرجع عوام و خواص ہے۔

۱۰؍ محرم ۵۶۱ھ مطابق ۱۱؍ نومبر ۱۱۶۵ء میں آپ مختلف بلاد و امصار کی سیر کرتے ہوئے ملتان پہنچے ملتان سے لاہور آکر حضرت داتا گنج بخش لاہوری کے مزار پر آپ چالیس دن تک چلہ کش ہوئے (چلہ کی یہ جگہ بطور تبرک و یادگار آج بھی موجود ہے) اور لاہور سے واپسی کے وقت آپ نے ایک مشہور اور تاریخی شعر ارشاد فرمایا:۔

گنج بخش فیضِ عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

داتا گنج بخش ہجویری لاہوری کے مزار سے متصل خواجہ معین الدین چشتی سنجری کی چلہ کشی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے۔

سید ہجویر مخدوم اُمم
مرقدِ او پیر سنجر را حرم

۵۸۵ھ مطابق ۱۱۸۹ء میں معین الدین حسن چشتی نے بغداد شریف میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو خواجہ ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں بیعتِ خلافت سے اس وقت نوازا تھا جب شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ داؤد کرمانی، شیخ برہان الدین محمد چشتی، شیخ تاج الدین محمد اصفہانی موجود تھے اور بیعت ارادت سے اصفہان (موجودہ ایران کا مشہور شہر) کے اندر ۵۸۲ھ مطابق ۱۱۸۶ء میں سرفراز فرما چکے تھے۔

بغداد ہی میں ۵۸۵ھ کا ایک دوسرا واقعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بیان فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ شیخ معین الدین چشتی، شیخ احد الدین، شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور میں ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت شمس الدین التمش ۱۲؍ سال کا تھا اور ہاتھ میں پیالہ لئے جا رہا تھا۔ ان بزرگوں کی جب اس پر نظر پڑی تو خواجہ معین الدین چشتی نے فرمایا جب تک یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ نہ ہوگا اللہ اسے دنیا سے نہ اٹھائے گا۔ (فوائد السالکین)

نظام قدرت دیکھئے کہ ایک ہی وقت میں خواجہ قطب الدین

بختیار کاکی اور سلطان شمس الدین التمش دونوں ایک ساتھ ہی دہلی پر حکمرانی کر رہے تھے ایک روحانی تاجدار تھا تو دوسرا دنیاوی بادشاہ اور دونوں ہی سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی کے عقیدت کیش غلام اور دریوزہ گر تھے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے بارگاہ خواجہ معین الدین چشتی میں اپنی حاضری کا اشتیاق ظاہر کرتے ہوئے لکھا۔

میں آپ کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہونا چاہتا ہوں اگر ارشاد ہو تو حضور کی قدم بوسی کا شرف حاصل کروں۔ (تاریخ فرشتہ)ط

اس درخواست کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا۔

دہلی کا کار ولایت تمہارے سپرد ہے۔ تم وہیں اقامت پذیر رہو۔ کچھ دنوں بعد ہم خود دہلی آئیں گے۔ (سفینۃ الاولیاء)

جب خواجہ معین الدین چشتی دہلی تشریف لائے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خانقاہ کو زینت بخشی تو شہر کے عوام و خواص زیارت کے لئے حاضر ہونے لگے اور سلطان شمس الدین التمش نے بھی نیاز مندانہ حاضری دے کر قدم بوسی کی۔

اسی سفر کے دوران مرشد کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی ۶۱۱ھ میں دہلی میں رونق افروز ہوئے۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے خواجہ معین الدین چشتی اپنی کتاب گنج اسرار میں تحریر فرماتے ہیں۔

میں بحالت مسافرت بائیس ۲۲ سال تک بسلسلۂ حصولِ معرفت واصلاح باطن اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دوران مسافرت حاضر خدمت رہا۔ مدت مدیدہ کے بعد خواجہ عثمان ہارونی شہر دہلی تشریف فرما ہوئے اور بتاریخ غرہ ماہ ذی الحجہ ایک تنہائی کی جگہ حضرت نے اعتکاف فرمایا۔ اس مصنف نے اپنے واسطے مقام خلوت و سکونت کے لئے عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ معین الدین! چند روز اور ہماری صحبت میں رہو تاکہ تربیت و تلقین کی استقامت سے عالم سیر و طیر تک پہنچادوں بعد ازاں اجمیر میں سکونت پذیر ہونا۔

اس گفتگو کے درمیان میں بتاریخ ۲ ماہ ذی الحجہ طالبِ صادق سلطان شمس الدین التمش حضرت عثمان ہارونی کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ بعد ملاقات قسم کے ساتھ عرض کیا۔ اس خدا کے لئے جس نے حضرت کو جان عطا فرمائی ہے اور حقیقت کے راستہ سے معرفت الٰہی کی طرف رہنمائی کی ہے۔ میں صدق دل سے حاضر ہوا ہوں، مجھے حقیقتِ الٰہی کی معرفت کی طرف لگنے کی پوری قوت کے ساتھ رہنمائی فرمایئے اور لطفِ بیعتِ ارادت کے ساتھ میری تربیت فرمانا قبول فرمایئے۔

خواجہ عثمان ہارونی نے سلطان کو طالب صادق اور انسان کامل پاکر صحبت تربیت کلاہ ارادت عطا فرمائی، خلیفہ دہلی نے مدت تک صحبت تربیت خواجہ عثمان ہارونی سے مستفیض ہو کر کلی استقامت حاصل کرلی۔ تین سال تک مہمات سے اعراض کر کے خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے خدام درویشاں اضعف العباد معین الدین حسن سنجری سے فرمایا کہ طالب صادق سلطان شمس الدین التمش کی استقامت تربیت کے لئے آیات واحادیث و قول مشائخ، تعریفات، معانی، ادبیات، نظمات، منقولات، اولیاء سخن ہائے کبار سے ملفوظات تصنیف کرو جو سفر و حضر میں بادشاہ کے کام آئے اور اس کا دل تفرقہ و خطرات غیر اللہ نفسانی سے بالکل باز رہے اور کشف و کرامات کے اظہار سے کمالیات کو پہنچے (گنج اسرار)

ازواج واولاد

خواجہ معین الدین حسن چشتی نے خواب میں ایک بار دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں۔

اے معین الدین! تو ہمارے دین کا معین ہے تجھے ہماری سنت نہیں چھوڑنی چاہئے۔

اس خواب میں آپ کو سنت نکاح کا حکم دیا گیا جس کے مطابق ایک نیک بخت لڑکی امۃ اللہ سے ۵۹۰ھ مطابق ۱۱۹۴ء میں آپ کا نکاح ہوا۔ بی بی امۃ اللہ دیندار اور پارسا عورت تھیں۔

ان کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد کے نام یہ ہیں۔

ابوالخیر خواجہ فخر الدین

خواجہ معین الدین چشتی کے بڑے صاحبزادے خواجہ فخرالدین چشتی کی ولادت ۵۹۱ھ مطابق ۱۱۶۱ء میں ہوئی۔ علم ظاہری و باطنی سے آپ پورے طور پر آراستہ تھے۔ آپ اپنے والد ماجد کے خلیفہ بھی تھے۔ والد ماجد کے وصال کے بعد بیس۲۰ سال تک جانشین کی حیثیت سے آپ نے لوگوں کو فیض پہونچایا۔ رزق حلال کے لئے آپ کاشت کاری کیا کرتے تھے۔ ۵/ شعبان ۶۶۱ھ مطابق ۱۲۶۳ء میں بمقام سرواڑ شریف (ضلع اجمیر) آپ کا وصال ہوا۔

ابوصالح خواجہ حسام الدین

آپ خواجہ معین الدین چشتی کے دوسرے صاحبزادے ہیں جو عہد طفلی ہی میں غائب ہو کر ابدالوں کے زمرے میں شامل ہو گئے تھے۔

بی بی حافظہ جمال

آپ خواجہ معین الدین چشتی کی چہیتی اور اکلوتی بیٹی ہیں۔ جو نہایت پاکیزہ فطرت نیک طینت، عابدہ زاہدہ تھیں آپ پر والد ماجد کی خصوصی نگاہِ شفقت وعنایت تھی آپ کے ذریعہ مستورات کو کافی فیض پہنچا۔

شیخ رضی الدین عرف عبداللہ فرزند قاضی حمیدالدین ناگوری سے آپ کا نکاح ہوا اپنے والد ماجد کے مزار مبارک کے قریب ہی آپ کا مزار بھی ہے۔

سید وجیہ الدین مشہدی جو اپنی صاحبزادی بی بی عصمۃ اللہ کے مناسب رشتہ کے لئے متفکر تھے۔ انھوں نے ایک شب خواب دیکھا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اے فرزند! رسول خدا کا حکم ہے کہ اس لڑکی کا نکاح شیخ معین الدین کے ساتھ کردو۔

خواجہ معین الدین چشتی سے سید وجیہ الدین مشہدی نے جب اس خواب کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا۔ اگرچہ میں سن رسیدہ ہو گیا ہوں لیکن ارشاد نبوی کے مطابق یہ رشتہ قبول کرتا ہوں۔

اس طرح خواجہ معین الدین چشتی کا دوسرا نکاح بی بی عصمۃ اللہ سے ۶۲۰ھ مطابق ۱۲۲۳ء کو ہوا جن سے ایک صاحبزادہ کا تولد ہوا۔

ابوسعید خواجہ ضیاء الدین

خواجہ معین الدین چشتی کی حرم محترم بی بی عصمۃ اللہ کے بطن سے خواجہ ضیاء الدین پیدا ہوئے۔ جن کا پچاس سال کی عمر میں وصال ہوا۔ درگاہ خواجہ کے احاطہ میں آپ کا مزار ہے۔

سفر آخرت

عطائے رسول سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری کی دعوت و تبلیغ اور برکت و فیضان سے ہندوستان میں شان و شوکت کے ساتھ پرچم اسلام لہرانے لگا شرک و بت پرستی کے چراغ یکے بعد دیگرے بجھنے لگے اور شمع توحید کا اجالا ہر طرف پھیلنے لگا معبودان باطل سر کے بل اوندھے ہونے لگے اور معبود حقیقی کے سامنے لاکھوں انسان سربسجود ہونے لگے، آپ کے ذمہ جو عظیم خدمت سپرد ہوئی تھی اسے حسن و خوبی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے آخری لمحات قریب آچکے تھے، خالق و مالک سے وصال کا شوق غالب آچکا تھا۔ زندگی کے ایام پورے ہو رہے تھے۔ موت کا فرشتہ آنے ہی والا تھا اس وقت آپ کی جو کیفیت اور جو حالات تھے ان کے بارے میں آپ کے احب الخلفاء خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

جمعرات کا دن تھا اور یہی آخری صحبت تھی، اجمیر کی جامع مسجد میں قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اہل اللہ، معززین اور عقیدتمند بھی موجود تھے۔ ملک الموت پر بات چلی ارشاد ہوا کہ ملک الموت کے بغیر دنیا کی کیا قیمت؟

لوگوں نے دریافت کیا کہ ایسا کیوں ؟ ارشاد ہوا کہ حدیث مبارک میں تحریر ہے کہ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے، اس موقعہ پر بھی ارشاد ہوا کہ دوستی حق کے معنی یہ ہیں کہ اسے دل سے یاد کیا جائے۔ اس لئے کہ دل پیدا کئے گئے ہیں خاص کر اس لئے کہ عرش کے گرد طواف کریں کیونکہ محبت الٰہی کا دستور یہی ہے کہ اللہ رب العزت اپنے بندے سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ جس وقت میرا ذکر تجھ پر غالب ہو جاتا ہے تو میں تیرا عاشق ہو جاتا ہوں اور عشق سے مراد محبت ہے۔

اسی نشست میں فرمایا کہ اللہ والے آفتاب کی مانند ہیں۔ ان کا نور تمام کائنات کو منور رکھتا ہے اور انہیں کی ضیاء پاشیوں سے ہستی کا ذرہ ذرہ جگمگا رہا ہے۔ حضرت خواجہ یہ فرما کر رونے لگے، فرمایا کہ اس سرزمین میں جو پہنچایا گیا ہے تو اس کا سبب یہی ہے کہ یہیں میری قبر بنے گی، چند روز اور باقی ہیں پھر سفر درپیش ہے۔ شیخ علی سنجری حاضر تھے ان کو حکم دیا کہ فرمان لکھا جائے اور ہمارے شیخ قطب الدین بختیار کاکی کو دیا جائے۔ تاکہ وہ دہلی جائیں ہم ان کو خلافت دیتے ہیں اور دہلی ان کے قیام کے لئے تجویز کرتے ہیں۔

پھر جب تحریر مکمل ہوگئی تو مجھے مرحمت فرمائی۔ میں آداب بجالایا۔ حکم ہوا کہ قریب آ۔ میں اور نزدیک ہو گیا۔ کلاہ اور دستار اپنے دست مبارک سے میرے سر پر بہ نفس نفیس رکھا حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا عصائے مبارک اور خرقہ عنایت فرمایا، قرآن مجید اور اپنی خاص جانماز بھی عطا فرمائی۔ ارشاد فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس امانت ہے جو خواجگانِ چشت کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے۔ میں تم کو یہ مقدس امانت سونپ رہا ہوں۔ تم کو لازم ہے کہ جس طرح ہم نے ان چیزوں کو پوری ذمہ داری کے احساس کے ساتھ رکھا ہے تم بھی اسی طرح رکھو گے تاکہ کل قیامت کے دن خواجگان کے سامنے مجھے شرمندگی نہ اٹھانا پڑے۔ نیاز مند پھر آداب بجالایا، دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی، ارشاد ہوا جاؤ خدا کے سپرد کیا اور مقام عزت و بزرگی پر فائز کیا۔ اس کے بعد نصیحت فرمائی کہ چار[4] باتیں بڑی خوبی کی ہیں، ایک تو ایسی درویشی جس سے تونگری جھکے، دوسری بھوکوں کا پیٹ بھرنا، تیسری حالتِ غم میں اظہارِ مسرت چوتھی اس درجہ کی مردمی کہ اگر کوئی دشمنی سے پیش آئے تو جواب میں دوستی کا مظاہرہ کرے۔

پھر ارشاد کیا کہ اہل محبت کا مقام یہ ہے کہ اگر کوئی نماز شبانہ کے متعلق دریافت کرے تو ازراہ کسر نفسی یہ کہہ دے کہ اتنی فراغت ہی کہاں۔ میں تو ملک الموت کے گرد گھومتا ہوں جہاں کہیں اسے دشواری پیش آئے میں خود ہی اس کا بڑھ کر ہاتھ تھام لوں۔ حضرت خواجہ جب یہاں تک پہنچے تو میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ قدمبوس ہو کر روانگی کی اجازت چاہوں کہ حضور کے قلب روشن پر میری بات واضح ہو گئی آپ نے فرمایا آؤ میں آگے بڑھا۔ قدمبوس ہوا حضور نے فاتحہ پڑھی اور کہا۔

آزردہ نہ ہو اور مردانہ ہمت کے ساتھ رہو۔ پھر آداب بجالایا اور واپس ہو گیا۔

دہلی پہنچ کر میں نے وہیں سکونت اختیار کرلی۔ تمام شہر کے خاص وعام، صوفیہ، ائمہ سبھی میرے پاس آئے اور تعظیم وتکریم کی۔

ابھی چالیس[40] دن ہی دہلی میں گزرے کہ ایک آنے والے نے خبر دی کہ میری روانگی کے بیس[20] روز بعد حضرت (خواجہ غریب نواز) واصل بحق ہوئے۔

اس رات کو مصلے پر نماز پڑھ کر لیٹ رہا، آنکھ لگ گئی، میں نے حضور کو خواب میں دیکھا یہ سمجھو گویا زمینِ عرش پر کھڑے ہیں، میں نے قدمبوس ہو کر کیفیت حال دریافت کی۔ ارشاد ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے رحمت سے نوازا اور فرشتوں اور ساکنان عرش کے نزدیک جگہ دی۔ میں یہیں رہتا ہوں۔

(دلیل العارفین)

☆☆☆☆☆

یٰس اختر مصباحی

پانچ چیزوں کی زیارت کا ثواب

خواجہ غریب نواز کی ایک محفل ذکر و فکر

دوشنبہ کا مبارک دن ہے، سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری کی روحانی محفل ذکر و فکر میں شیخ جلال الدین، شیخ محمد اوحد چشتی اور دوسرے اصحاب علم و فضل حاضر خدمت ہیں۔ گفتگو کا موضوع ہے کہ پانچ چیزوں کی زیارت عبادت میں داخل ہے اور سبھی بزرگ حاضرین محفل اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔

اسی درمیان حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے محبوب خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی دہلوی اپنے مرشد طریقت و حقیقت سے فیض حاصل کرنے کے لئے شوق و وارفتگی کے ساتھ حاضر بارگاہ ہوتے ہیں اور اس مقدس محفل ذکر و فکر میں شریک ہو جاتے ہیں۔ پانچ چیزوں کی زیارت کے سلسلے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے ملفوظات متبرکہ کو آپ نے اپنے ذہن میں محفوظ فرمالیا اور دلیل العارفین کے نام سے ترتیب دی ہوئی آپ کی کتاب میں یہ ملفوظاتِ خواجہ غریب نواز ضبط تحریر میں بھی آچکے ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی کے بیان کے مطابق سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ پانچ چیزیں جن کا دیکھنا کار ثواب اور عبادت ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) والدین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں جو بیٹا خدا کی رضا کے لئے اپنے والدین کا چہرہ دیکھتا ہے اس کے نامۂ اعمال میں حج کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ نے پھر فرمایا۔ ایک فاسق و بدکار جوان کا انتقال ہوا تو اسے خواب میں دیکھا گیا کہ حاجیوں کے ساتھ جنت میں ٹہل رہا ہے۔ دیکھنے والوں کو حیرت ہوئی اور انہوں نے اس جوان سے پوچھا کہ تم جنت میں کیسے داخل ہو گئے؟ اس نے بتلایا، میری بڑھیا ماں تھی، جب میں گھر سے نکلتا تو اس کی قدم بوسی کرتا اس کے قدموں پر سر رکھ دیتا۔ میری بڑھیا ماں میری اس سعادت مندی سے اتنا خوش ہوتی اور دعا دیتی کہ اللہ تعالیٰ تیری بخشش کرے اور تجھے حج کا ثواب عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے میری بڑھیا ماں کی دعا قبول کر لی اور مجھے بخشش دیا اب میں حاجیوں کے ساتھ جنت میں ٹہل رہا ہوں۔

حضرت خواجہ نے پھر ارشاد فرمایا: ایک دفعہ حضرت شیخ بایزید بسطامی سے پوچھا گیا کہ تقرب و ولایت کا یہ عظیم مرتبہ آپ کو کیسے حاصل ہوا؟ حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا کہ میں سات سال کی عمر میں قرآن شریف پڑھنے مسجد میں جایا کرتا تھا۔ جب اس آیت پر پہنچا وبالوالدین احسانا تو استاذ سے میں نے اس کا مطلب پوچھا۔ استاذ نے جواب دیا۔ اللہ کا حکم ہے کہ جس طرح میری عبادت و ریاضت کرتے ہو میری خوشنودی کے طالب ہوتے ہو اسی طرح والدین کی بھی خدمت بجالاؤ۔

استاذ سے یہ سنتے ہی میں فوراً گھر پہنچا اور اپنی ماں کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ مچلتے ہوئے دعا کی درخواست کی کہ اے مادر مہربان! میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیے کہ وہ میرے اوپر انعام فرمائے۔ میں آپ کی ہمیشہ پوری پوری خدمت بجالاؤں گا۔

مادر مہربان کا جذبۂ شفقت اُبھر آیا۔ انہوں نے فوراً نفل کی نماز پڑھی اور میرا ہاتھ پکڑ کر قبلہ رخ ہو کر مجھے اللہ کے سپرد کر دیا۔ مجھے یہ نعمت و منزلت میری ماں کی بدولت نصیب ہوئی ہے اور میری ماں کی دعا ہی میرا سرمایہ ہے۔

حضرت بایزید بسطامی نے مزید فرمایا: سردی کی ایک سخت رات تھی۔ میری ماں نے کہا، بیٹے! پانی پلاؤ میں کوزہ بھر کر ہاتھ پر رکھ کر والدہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اتنے میں ان کی آنکھ لگ گئی اور وہ گہری نیند سو گئیں۔ میں نے انہیں جگانا مناسب نہیں سمجھا اور کوزہ ہاتھ میں لئے ماں کے سرہانے کھڑا رہا۔ رات کے آخری حصہ میں جب آپ بیدار ہوئیں تو دیکھا کہ میں کوزہ ہاتھ میں لئے کھڑا ہوں۔ فوراً آپ نے میرے ہاتھ سے کوزہ لینا چاہا۔ سخت سردی کی وجہ سے کوزہ ہاتھ سے چپکا ہوا تھا۔ جب کوزہ میری ماں نے میرے ہاتھ سے لیا تو میرے ہاتھ کا بالائی چمڑا بھی اکھڑ گیا۔ شفقت مادری کے ساتھ میری ماں نے پیار سے مجھے اپنے سینے سے لگالیا اور بوسہ لیتے ہوئے فرمانے لگیں۔ اے جانِ مادر! تو نے بڑی تکلیف اٹھائی، اللہ تعالیٰ تیری بخشش فرمائے۔ میری ماں کی دعا قبول ہوئی اور یہ نعمت مجھے اسی دعا کی بدولت نصیب ہوئی۔

(۲) قرآن شریف کو دیکھنا عبادت ہے۔

حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا: میں نے شرح اولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو دیکھتا یا اسے پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دو ثواب عطا فرماتا ہے۔ ایک قرآن شریف پڑھنے کا اور دوسرا قرآن شریف دیکھنے کا اور ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں اور دس برائیاں مٹائی جاتی ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی نے اس موقع پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے عرض کیا کہ قرآن شریف لشکر اور سفر میں اپنے ساتھ لے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا:

آغاز اسلام میں چونکہ کفار کا غلبہ تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ قرآن شریف ہمراہ نہیں لے جاتے تھے کہ خدانخواستہ کسی موقع پر قرآن شریف کافروں کے ہاتھ آجائے گا تو وہ اس کے ساتھ ناروا سلوک کریں گے۔ لیکن جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوا تو پھر قرآن شریف آپ اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ نے سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے آگے ارشاد فرمایا سلطان محمود غزنوی کے انتقال کے بعد اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا میں ایک رات ایک شخص کے یہاں مہمان تھا ایک طاق میں قرآن شریف رکھا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر جذبۂ احترام کے ساتھ میرے دل میں خیال آیا کہ قرآن شریف یہاں رکھا ہوا ہے۔ میں کس طرح سوؤں گا؟ میں نے سوچا کہ کسی دوسرے مکان میں رکھ دیا جائے۔ پھر خیال آیا کہ اپنے آرام کے لئے اسے کیوں دوسری جگہ رکھواؤں؟ بس یہی میری نیکی ہے، جس کے عوض مجھے بخش دیا گیا۔

حضرت خواجہ نے پھر فرمایا: جو شخص قرآن شریف کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی بینائی زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کی آنکھ نہ کبھی دکھتی ہے اور نہ خشک ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ ایک بزرگ مصلّٰی پر بیٹھے ہوئے تھے سامنے قرآن شریف رکھا ہوا تھا۔ ایک نابینا شخص آکر کہنے لگا کہ میں نے بہت علاج کرایا مگر مجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچا۔ اب میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں تاکہ میری آنکھیں ٹھیک ہو جائیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ فاتحہ (سورۂ الحمد) پڑھ کر میرے لئے دعا فرمائیں۔ اس بزرگ نے قبلہ رخ ہو کر فاتحہ پڑھی اور قرآن شریف اُٹھا کر اس کی دونوں آنکھوں پر ملا۔ جس سے اس کی دونوں آنکھیں چراغ کی طرح روشن ہو گئیں۔

حضرت خواجہ نے آگے ارشاد فرمایا: میں نے جامع الحکایات میں لکھا دیکھا ہے کہ گزشتہ زمانہ میں ایک فاسق جوان تھا۔ جس کے فسق و فجور کی وجہ سے مسلمان اس سے

متنفر تھے اور اسے روکنے کی کوشش کرتے تھے مگر وہ باز نہیں آتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اسے لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ اس کے سر پر تاج رکھا ہوا ہے اور وہ خرقہ پہنے ہوئے فرشتوں کے ساتھ جنت میں ٹہل رہا ہے۔ اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تم تو بدکار تھے۔ جنت میں کیسے پہنچے؟ اس نے جواب دیا۔

دنیا میں مجھ سے ایک نیکی ہوئی تھی۔ قرآن شریف کو جہاں دیکھ لیتا تھا کھڑے ہو کر بڑی عزت کے ساتھ اس کی زیارت کرتا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس نیکی کی بدولت مجھے بخش دیا اور یہ درجہ عنایت فرمایا ہے۔

(۳) علماء کی زیارت عبادت ہے۔

حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص علما کی طرف دیکھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک اس کے حق میں دعائے مغفرت کرتا رہتا ہے۔

جس دل میں علماء ومشائخ کی محبت ہو، ہزار سال کی عبادت اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جاتی ہے۔ اگر وہ اسی جذبۂ محبت کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے مر جائے تو اسے علماء کا درجہ ملتا ہے۔

میں نے فتویٰ ظہیریہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ جو شخص علماء کے پاس آمد ورفت رکھے اور سات دن ان کی خدمت کرے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے اور سات ہزار سال کی نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہے۔ دن کو روزہ رکھنے اور رات کو عبادت کرنے کی طرح یہ نیکی ہوتی ہے۔

پہلے زمانے میں ایک ایسا آدمی تھا جو علماء اور مشائخ کو دیکھ کر حسد کی وجہ سے منھ پھیر لیتا تھا جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کا رخ قبلہ کی طرف کرنا چاہا لیکن نہ ہو سکا اور غیب سے آواز آئی اس کو کیوں تکلیف دیتے ہو؟ اس نے دنیا میں علماء اور مشائخ سے روگردانی کی ہے اس لئے ہم نے اس کا رخ اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔ اور قیامت کے دن ریچھ کی صورت میں اس کا حشر ہوگا۔

(۴) خانہ کعبہ کی زیارت عبادت ہے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے اس سلسلہ میں گفتگو کرتے ہوئے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کرے گا اس کی زیارت عبادت میں داخل ہوگی اور اس کی زیارت سے ہزار سال کی عبادت اور حج کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جائے گا اور اسے اولیاء مقربین کا درجہ حاصل ہوگا۔

(۵) مرشد کی زیارت وخدمت عبادت ہے۔

حضرت خواجہ نے فرمایا۔ میں نے معرفت المریدین میں لکھا دیکھا کہ حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ جو شخص اپنے شیخ ومرشد کی خدمت کما حقہ ایک روز بجالائے اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں مروارید کی ہزار محل عطا فرمائے گا اور ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

حضرت خواجہ نے آگے ارشاد فرمایا: مرید صادق کے لئے لازم ہے کہ اپنے شیخ ومرشد کی ہدایات پر حتی الامکان عمل کرتا رہے۔ اس کی خدمت میں حاضر رہ کر خدمت انجام دیتا ہے اگر متواتر خدمت نہ کر سکے تو خدمت کرنے کی کوشش ضرور کرتا رہے۔ (مجلس پنجم۔ دلیل العارفین)

یٰس اختر مصباحی

مشائخ چشت کے درمیان خرقۂ خلافت کی منتقلی

خلفائے راشدین و صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ذریعہ رسول اکرم ﷺ کا ظاہری و باطنی فیضان مختصر سے عرصہ میں شرق و غرب میں پھیل گیا۔ دیوانگانِ رسول ہر چہار جانب سے آپ کے گرد جمع ہوتے اور بقدر ظرف اکتساب فیض کر کے جہاں مناسب سمجھتے نکل پڑتے اور ان کی روحانیت کے نور سے ہر طرف تاریک دلوں میں اجالا پھیلنے لگا اور پیاسی روحیں انکے بحر کرم سے اپنی تشنگی بجھانے لگیں۔ اس طرح شمع سے شمع جلتی رہی، سمندر سے نہریں نکلتی رہیں، باغ کی خوشبو پھیلتی رہی اور صالح و سعید روحیں فیضانِ نبوت کو شش جہات میں عام کرتی رہیں۔

مشائخ چشت اہل بہشت کا نورانی قافلہ بھی براہ راست سر زمین حجاز کی وادی نور سے نکل کر دیارِ عجم میں ہرات و نیشاپور وغیرہ کو روشن کرتے ہوئے ظلمت کدۂ ہند میں پہنچا اور اجمیر مقدس کی مرکزی روحانی راجدھانی سے اسکی شعاعیں پھیلیں تو پھیلتی ہی گئیں اور روشنی پھوٹی تو دلوں کی دنیا روشن ہوتی ہی چلی گئی۔

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری کے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی جب اپنے شیخ و مرشد حضرت شیخ حاجی شریف زندنی کی خدمت میں روحانی فیض حاصل کرنے پہنچے تو ان کے قدموں پر سر رکھ کر اپنے حلقۂ فقر و ارادت میں شامل کرنے اور خدمت گذاری کا موقع عنایت فرمانے کی درخواست کی۔ تاکہ وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی بن جائیں جسکا رشتہ رسول اکرم ﷺ سے براہ راست منسلک ہے۔

شیخ حاجی شریف زندنی نے کمالِ شفقت کے ساتھ خواجہ عثمان ہارونی کو قبول کرتے ہوئے ان کے سر پر کلاہِ چہار ترکی رکھ کر بیعت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اے عثمان! جب تم نے کلاہِ چہار ترکی سر پر رکھ لیا ہے تو تمہارے لئے لازم ہے کہ دنیا اور اہل دنیا سے دور رہو، حرص و ہوس کو چھوڑ دو، رات کو سونے کے بجائے ذکر الٰہی میں مشغول رہو۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کلاہ چہار ترکی سر پر رکھے اسے چاہئے کہ اللہ کے سوا ہر چیز سے اپنا دل ہٹالے کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ کلاہِ چہار ترکی سر پر رکھا تو فقر و فاقہ اختیار کیا اور آپکے بعد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے جب اسے پہنا تو انہوں نے بھی فقر و فاقہ اختیار کیا۔ پھر ہمارے مشائخ بھی انہیں کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ تم بھی انہیں حضرات کی پیروی کرو تاکہ کل بروز قیامت شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

ہر شخص کو اپنے سے بہتر سمجھو اور تواضع و خلق اور انکساری اختیار کرو تاکہ درویشوں کے مقام تک پہنچ سکو۔ جو شخص یہ سب نہیں کریگا وہ اس خرقہ کے لائق نہیں بلکہ یہ خرقہ پہننا اسکے لئے ناجائز ہوگا اور اسے درویش نہیں بلکہ ڈاکو سمجھنا چاہئے اور ہمارے مشائخ اس سے سخت بیزار ہونگے۔

خواجہ عثمان ہارونی نے شیخ حاجی شریف زندنی کے کلماتِ نصیحت کو دل سے قبول کیا اور عبادت و ریاضت میں دن رات لگ گئے۔ تیس سال کے بعد شیخ حاجی شریف زندنی نے خواجہ عثمان ہارونی کو وہ اسم اعظم سکھایا جو اسلاف و مشائخ سے سینہ بہ سینہ چلا آرہا تھا۔ اس کے بعد خلافت و اجازت سے نوازا اور پھر خواجہ عثمان ہارونی پر ظاہری و معنوی حقائق و کمالات منکشف

ہو گئے۔ (سیر الاقطاب)

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری پر جب ذکر الٰہی اور ولولۂ محبت کا غلبہ ہوا تو شہر شہر گھومتے پھرتے بغداد مقدس پہنچے اور وہاں امام الاولیاء حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی قدم بوسی سے سر فراز ہوئے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں جب آپ پہنچے تو بہت سے اکابر اولیاء و اصفیاء محفل میں موجود تھے۔ آپ خواجہ معین الدین چشتی کے ساتھ نہایت شفقت و مہربانی کے ساتھ پیش آئے اور انہیں وضو کرنے کا حکم دیا۔

جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی وضو کر چکے تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے انہیں حکم دیا کہ دو رکعت نماز اور سورۂ بقرہ پڑھو اسکے بعد اکیس مرتبہ درود شریف پڑھو۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔

اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے خواجہ معین الدین چشتی کا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ معین الدین! میں نے تمہیں اللہ کے حوالے کیا اور آج سے تم اس کے مقبول بندہ ہو گئے۔

پھر قینچی لے کر حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے آپ کے بال تراشے اور کلاہِ چہار ترکی اور گلیم خاص مرحمت فرمایا۔ پھر حکم دیا کہ ایک دن رات مجاہدہ کرو اور ہزار بار سورہ اخلاص پڑھو۔

تعمیل حکم کے بعد جب خواجہ معین الدین چشتی، حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ سر اوپر اٹھاؤ، دیکھو کیا نظر آرہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عرش سے تحت الثریٰ تک دیکھ رہا ہوں۔ پھر حکم ہوا کہ ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھو۔ آپ تعمیلِ حکم کے بعد حاضر ہوئے۔ حکم ہوا کہ سر اوپر اٹھاؤ، دیکھو کیا نظر آرہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حجاب عظمت تک دیکھ رہا ہوں۔ حکم ہوا، آنکھیں بند کرو۔ تھوڑی دیر بعد حکم ہوا، آنکھیں کھول کر دیکھو، کیا نظر آرہا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہژدہ ہزار عالم دیکھ رہا ہوں۔ آخر میں حکم ہوا کہ معین الدین! تمہارا کام پورا ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی اپنے شیخ و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ساتھ بیس سال تک سفر و حضر میں رہے۔ خدمتیں کیں اور دعاؤں سے فیضیاب ہوتے رہے۔

(سیر الاقطاب)

ایک جگہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی خود بیان فرماتے ہیں۔

عصائے مبارک جو مرشد کے سامنے رکھا تھا وہ آپ نے مجھے عطا فرما کر سر فراز کیا۔

پھر ارشاد فرمایا —— یہ تبرکات ہمارے مشائخ طریقت کی یادگار ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہنچے ہیں اور ہم نے تمہیں دیئے ہیں۔ ان کو اسی طرح اپنے پاس رکھنا جیسے انہیں ہم نے اپنے پاس رکھا۔ جس کو مرد پانا اس کو ہماری یہ یادگار دینا۔ (انیس الارواح، مسالک السالکین)

قطب الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی دہلوی، سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری کے سب سے محبوب خلیفہ ہیں۔ جو مشائخِ چشت کے آثار و تبرکات سے سر فرازی کا اپنا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

ایک مجلسِ حضرت خواجہ معین الدین چشتی جس میں شیخ علی سنجری بھی حاضر تھے انہیں حکم ہوا کہ فرمان لکھا جائے اور ہمارے قطب الدین بختیار کاکی کو دیا جائے تاکہ وہ دہلی جائیں۔ ہم ان کو خلافت دیتے ہیں اور دہلی ان کے قیام کے لئے تجویز کرتے ہیں۔

جب تحریر مکمل ہو گئی تو مجھے آپ نے مرحمت فرمائی۔ میں آداب بجالایا۔ حکم ہوا کہ نزدیک آجاؤ۔ جب میں نزدیک ہو گیا تو اپنے دستِ مبارک سے میرے سر پر کلاہ اور دستار باندھی۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا عصا اور خرقہ عنایت فرمایا۔ قرآن شریف اور مصلیٰ بھی عنایت فرمایا اسکے بعد ارشاد فرمایا۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس امانت خواجگانِ چشت کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے اور ہم نے یہ امانت تمہارے سپرد کی۔ تمہارے لئے لازم ہے کہ جس طرح ہم نے اخلاص و دیانتداری کے ساتھ اسے رکھ کر تمہارے سپرد کیا ہے۔ تم بھی اسی طرح رکھو گے تاکہ قیامت کے دن اپنے خواجگان کے سامنے ہمیں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

میں پھر آداب بجالایا اور دو رکعت نماز شکر ادا کی۔ اسکے بعد پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ جاؤ تمہیں اللہ کے حوالے کیا اور مرتبۂ عزت و بلندی پر فائز کیا۔ (دلیل العارفین)

شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنج شکر، قطب الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے اَحَبُّ الخلفاء تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں —— مجلسِ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی آراستہ تھی۔ جس میں قاضی حمید الدین۔ مولانا شہاب الدین اوشی، محمود موزہ دوز۔ خواجہ تاج الدین غزنوی۔ مولانا فقیہہ خداداد۔ سید نور دین مبارک غزنوی۔ سید شرف الدین۔ شمس الدین ترک۔ مولانا علاء الدین کرمانی، قاضی عماد الدین اور مولانا فخر الدین زاید جیسے اصحاب فضل و کمال و ارباب کشف و کرامات حاضر خدمت تھے۔ اور سلوک کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔

کچھ دیر بعد اہل مجلس ذکر میں مشغول ہو گئے اور اس قدر ذکر کیا کہ ہر ایک کے رونگٹوں سے خون جاری ہو گیا اور جو قطرۂ خون زمین پر گرتا اس سے سبحان اللہ کا نقش بن جاتا۔ اور قطرہ سے یہ آواز بلند ذکر الٰہی جاری ہو جاتا۔

جب اس ذکر سے فارغ ہوئے تو میں نے زمین پر سر رکھ دیا اور اس وقت میرے دل میں یہ خواہش تھی کہ ہانسی (پنجاب) کی طرف چلا جاؤں۔ قطب الاسلام خواجہ بختیار کاکی کی نظر جب مجھ پر پڑی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ فرید! میں جانتا ہوں کہ تم جاؤ گے —— میں نے پھر زمین پر سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ اگر آپکا حکم ہوا۔ فرمایا کہ جاؤ۔ تقدیر الٰہی اسی طرح ہے کہ سفر آخرت کے وقت تم میرے ساتھ نہیں رہو گے۔

اس کے بعد آپ نے حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔ اس فقیر کی دینی اور دنیاوی نعمتوں میں اضافہ کے لئے سورۂ فاتحہ و سورۂ اخلاص پڑھ کر دعائے خیر کرو۔

پھر آپ نے مجھے مصلیٰ اور عصا عطا فرمایا اور نماز شکر ادا کی اس کے بعد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ کل جانا۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق نماز شکر ادا کی اور بیٹھ گیا۔ حضرت قطب الاقطاب خواجہ بختیار کاکی نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہاری امانت یعنی مصلیٰ۔ نعلین۔ دستار اور خرقہ قاضی حمید الدین ناگوری کو دے دوں گا۔ میرے انتقال کے پانچویں دن آکر انہیں لے لینا کیونکہ تمہیں اس کے مستحق ہو۔

(فوائد السالکین)

یٰس اختر مصباحی

خواجہ غریب نواز اور سلطان شمس الدین التمش

فقراء اور درویشوں کی نظر میں دنیا اور اہل دنیا کی حقیقت سراب سے زیادہ نہیں۔ مال و متاع و زمین و جائداد جمع کرنے کی ان کے دل میں کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ ان میں سے کوئی چیز اگر ان کے پاس آتی بھی ہے تو وہ اسے راہِ خدا میں فوراً خرچ کرڈالتے ہیں۔

ایک مرتبہ شیخ الاسلام حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر چشتی، خلیفۂ قطب الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی، خلیفۂ سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن چشتی کی مجلس میں زکوٰۃ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر نے ارشاد فرمایا:

زکوٰۃ تین طرح کی ہیں ـــ زکوٰۃ شریعت، زکوٰۃ طریقت اور زکوٰۃ حقیقت ـــ زکوٰۃ شریعت یہ ہے کہ دو سو درہم میں سے پانچ درہم مستحقوں کو دیا جائے ـــ زکوٰۃ طریقت یہ ہے کہ دو سو درہم میں سے پانچ درہم اپنے پاس رکھ کر باقی سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے ـــ زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ دو سو درہم میں سے سب کا سب راہِ خدا میں خرچ کر دیا جائے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا جائے۔

درویشی نام ہی ہے خود فروشی اور بے خویشی کا۔ جیسا کہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کو ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ کم و بیش دس ہزار درہم روزانہ ان کے پاس آتا تھا۔ وہ سب کا سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے یہاں تک کہ رات کو ایک پیسہ بھی باقی نہیں رہتا تھا۔ (سیر الاقطاب)

محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء چشتی دہلوی اپنے شیخ و مرشد شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنج شکر چشتی کی ایک مجلس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قدم بوسی کا شرف حاصل کر کے مجلس کے اندر بیٹھ گیا۔ والیٔ اجودھن (پاک پٹن پنجاب) نے اپنے اہل کاروں کے ذریعہ شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کی خدمت میں دو گاؤں کا حکم نامہ اور بائیس تھیلیاں نقدی کی بھیجیں۔ جب اہل کار آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ سب بیٹھ گئے اور وہ مال وغیرہ آپ کی خدمت میں انھوں نے پیش کیا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ میں نے شروع سے اب تک اس قسم کا مال کسی سے بھی قبول نہیں کیا۔ اور نہ ہی ہمارے خواجگان کی یہ کبھی روایت رہی ہے۔ اسے واپس لے جاؤ۔ اس کے طالبوں کی کمی نہیں۔ انہیں لے جا کر دیدو۔

پھر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر نے فرمایا۔ سلطان غیاث الدین بلبن ایک بار ملتان کی طرف آرہا تھا۔ سلطان ناصر الدین نے اس کے ہاتھ سے چار گاؤں کی ملکیت کا حکم نامہ اور کچھ نقدی میرے پاس بھیجی۔ ان میں سے چاروں گاؤں میرے لئے اور نقدی درویشوں کے لئے تھی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ اسے لے جاؤ اس کے طالب اور بہت سے ہیں، انہیں دیدو۔ ہمارے مشائخ اور خواجگان نے اس قسم کی چیزیں قبول نہیں کی۔

پھر آبدیدہ ہو کر فرمایا: اگر ہم اس قسم کی چیزیں لیں تو لوگ ہمیں درویش نہیں بلکہ مالدار کہیں گے اور یہ کہیں گے کہ یہ گاؤں کا مالک ہے پھر ہم درویشوں کو کیا منھ دکھائیں گے اور ان میں ہم کس طرح کھڑے ہوں گے۔ یہ سب لے جاؤ اور دوسروں کو دیدو۔

بعد ازاں بابا فریدالدین گنج شکر نے فرمایا کہ ایک مرتبہ

قطب الاسلام حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی کی خدمت میں، میں حاضر تھا کہ وزیر شمس الدین سلطانی لشکر کے ساتھ حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ بادشاہ نے چھ گاؤں کی ملکیت اور کچھ چیزیں بطور نذر بھیجی ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے فرمایا کہ اگر ہمارے خواجگان اس طرح کی چیزیں قبول فرماتے تو ہم بھی قبول کر لیتے۔ اگر آج ہم ان کا طریقہ چھوڑ دیں تو کل قیامت کے دن ہم کیا منہ دکھائیں گے؟ اس لئے اسے لے جاؤ کیونکہ اس کے طالب اور بہت سے لوگ ہیں۔ (راحت القلوب)

حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر بیان فرماتے ہیں کہ قطب الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ارشاد فرمایا کہ ـــــ

ایک مرتبہ میں اجمیر میں حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ رائے پتھورا (پرتھوی راج چوہان) زندہ تھا اور کہا کرتا تھا کہ کیا ہی اچھا ہو جو یہ فقیر یہاں سے چلا جائے۔

یہ خبر حضرت خواجہ معین الدین تک پہنچ گئی اور آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے کہ ہم نے رائے پتھورا کو زندہ ہی مسلمانوں کے حوالے کیا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد سلطان شہاب الدین محمد غوری کا لشکر چڑھ آیا اور جنگ و جدال کے بعد وہ رائے پتھورا کو زندہ گرفتار کر لے گیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درویش ایک پیالے میں آگ رکھتے ہیں یعنی نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں اور دوسرے پیالے میں پانی یعنی نفع بھی پہنچا سکتے ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ابھی یہ حقائق و فوائد بیان فرما رہے تھے کہ ملک اختیار الدین حاضر ہو کر آداب بجالایا اور بیٹھ گیا پھر کچھ نقدی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں پیش کی مگر آپ نے حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔

ہمارے خواجگان کا طریقہ ہے کہ کسی کی اس طرح کی نذر قبول نہیں کرتے۔ اور اگر قبول بھی کرتے ہیں تو وہ دوسرے کے لئے کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس بوریا کو اٹھایا جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے اور ملک اختیار الدین و دیگر حاضرین کو دکھایا۔ سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ بوریا کے نیچے سونے کی تھیلیوں کی نہر جاری ہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے فرمایا۔ اے اختیار الدین جس شخص کے پاس خزانۂ الٰہی سے اس قدر مال و زر ہو وہ اختیار الدین کا مال و زر کس طرح قبول کر سکتا ہے؟ جاؤ۔ اور یہ مال و زر اسے واپس کر دو جس نے تمہیں دے کر یہاں بھیجا ہے۔ اور کہہ دینا کہ خبردار۔ دوبارہ درویشوں کے ساتھ ایسی گستاخی سے پیش نہ آنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ (فوائد السالکین)

مذکورہ امور و معاملات کو مستند حوالوں کے ساتھ پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اصحاب فقر و درویشی سلاطین و امراء اور ان کے مال و زر کو استغناء اور بے نیازی کے ساتھ واپس کر دیا کرتے تھے اور ان کے تحائف و ہدایا قبول کرنے سے بھی اپنا دامن بچالیا کرتے تھے کیونکہ ان کی نظر خدائے وحدہ' لاشریک اور اس کی کارسازیوں کی طرف ہوا کرتی تھی اور غیبی نصرت و تائید ان کی اعانت و دستگیری کیا کرتی تھی۔ ان کی توجہ اسباب پر نہیں بلکہ خالقِ اسباب پر ہوا کرتی تھی۔

سلطان شمس الدین التمش ایک دیندار خداترس صاحب علم و فضل اور بزرگوں کی بارگاہ کا ادب شناس تھا۔ علماء و فضلاء کی قدردانی، رعایا کی فلاح و بہبود اور نظام سلطنت کے حسنِ تدبیر و انتظام میں وہ اپنی مثال آپ تھا۔ اس کی جبینِ سعادت پر اقبال مندی کی چمک بچپن ہی سے تھی۔ چنانچہ قطب الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بیان فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی، حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے اور اس مجلس میں، میں بھی بیٹھا ہوا

تھا۔ انبیاء کرام کا تذکرہ چل رہا تھا۔ کچھ دیر بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلطان شمس الدین التمش ابھی بارہ سال کا تھا اور ہاتھ میں پیالہ لئے جا رہا تھا۔ بزرگوں کی نگاہ جب اس پر پڑی تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زبان مبارک سے نکلا کہ یہ لڑکا جب تک دہلی کا بادشاہ نہ ہوگا اللہ اسے دنیا سے نہ اٹھائے گا۔

(فوائد السالکین)

مؤلف سیر الاقطاب، سلطان شمس الدین التمش کے بارے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی پیشین گوئی کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

ایک دن حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت خواجہ اوحد الدین کرمانی اور حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ اسرارھم کے ساتھ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے اور ذکر الٰہی میں مشغول تھے۔ یکایک سلطان شمس الدین التمش تیر کمان ہاتھ میں لئے ادھر سے گذرا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی نظر اس پر جیسے ہی پڑی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دوستو! یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ ہونے والا ہے۔ جب تک یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ نہ ہو جائے دنیا سے نہیں جائے گا۔ اور بالآخر یہی ہوا کہ کچھ دنوں کے بعد وہ سلطان دہلی ہوا۔

(سیر الاقطاب)

مہرولی شریف دہلی جو کسی زمانہ میں سلطان شمس الدین التمش کا پایۂ تخت، علماء وفضلاء کا مرکز اور فقراء ومشائخ کا مسکن تھی وہیں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا مزار مبارک صدیاں گذر جانے کے بعد بھی ابھی تک مرجع خلائق ہے۔ اسی مہرولی کے ایک حصہ میں حوض شمسی کے نام سے سلطان شمس الدین التمش کی ایک مقدس یادگار آج بھی باقی ہے۔ جس کے آس پاس نہ جانے کتنے فقراء ودرویش آسودۂ خاک ہیں اور ایک گوشہ میں عاشق رسول شیخ الہند حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی بھی آرام فرما رہے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر چشتی ایک مبارک مجلس کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں۔

جمعہ کے روز ماہِ شوال ۵۸۴ھ میں قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اہلِ صفاء حاضر تھے اور حوض شمسی کے پانی کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ قطب الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ارشاد فرمایا۔

جب شمس (شمس الدین التمش) نے چاہا کہ دہلی میں حوض بنائے تو ایک روز اپنے امیروں اور وزیروں کے ہمراہ حوض کے لئے جگہ تلاش کرنے کے لئے نکلا۔ جب اس جگہ پہنچا جہاں اب حوض بنا ہوا ہے تو کھڑا ہو گیا۔ اور کہا کہ یہ زمین حوض کے لئے بہتر ہے۔ چونکہ وہ خدا رسیدہ مرد تھا۔ اس لئے وہیں شب گذاری کے لئے مصلی بچھا کر سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہے کہ موجودہ حوض میں واقع چبوترہ کے قریب ایک نہایت خوبصورت اور وجیہ شہسوار کچھ آدمیوں کی جھرمٹ میں کھڑے ہیں اور اپنے پاس بلا کر انھوں نے سوال فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ شمس الدین التمش نے خواب ہی میں عرض کیا کہ میں یہاں ایک حوض بنانا چاہتا ہوں۔

ابھی یہ گفتگو جاری ہی تھی کہ اس مرد شہسوار کے قریب کھڑے ایک شخص نے آہستہ سے میرے کان میں کہہ دیا کہ اے شمس! یہ اللہ کے رسول ﷺ جلوہ فرما ہیں۔ تم ان سے اپنی درخواست بیان کر کے اپنی مراد حاصل کرو۔ چونکہ مجھے حوض بنوانے کا شوق تھا اسلئے میں نے اسی کے بارے میں عرض کیا اور آپکے مبارک قدموں پر گر پڑا اور دست بستہ ہو کر حوض کے بارے میں التماس کیا۔ جہاں چبوترہ واقع ہے وہیں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک زمین پر مارا اور فرمایا اے شمس! اس جگہ حوض کھدوانا۔ یہاں کے حوض کا پانی ایسا لذیذ ہوگا کہ کسی دوسری جگہ کا پانی اس جیسا نہیں ہوگا۔

ابھی یہ گفتگو چل ہی رہی تھی کہ میری نیند کھل گئی اور اٹھ کر میں نے دیکھا کہ جہاں پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے نے سم مارا ہے وہاں پر چشمہ جاری ہے۔ میں نے وہیں سے حوض بنوانا شروع کیا۔

بارے میں التماس کیا۔ جہاں چبوترہ واقع ہے وہیں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک زمین پر مارا اور فرمایا اے شمس! اس جگہ حوض کھدوانا۔ یہاں کے حوض کا پانی ایسا لذیذ ہوگا کہ کسی دوسری جگہ کا پانی اس جیسا نہیں ہوگا۔

ابھی یہ گفتگو چل ہی رہی تھی کہ میری نیند کھل گئی اور اٹھ کر میں نے دیکھا کہ جہاں پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے نے سم مارا ہے وہاں پر چشمہ جاری ہے۔ میں نے وہیں سے حوض بنوانا شروع کیا۔

قطب الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ارشاد فرمایا کہ اس حوض کے پانی کی شیرینی صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی برکت سے ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اس حوض کے گرد بہت سے بزرگ لیٹے ہوئے ہیں اور نہ جانے کتنے بزرگ ابھی اور یہاں آرام فرمائیں گے۔ پھر آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا —— ہمیں امید ہے کہ ہم بھی اسی حوض کے قریب اپنا مسکن بنائیں گے۔

(فوائد السالکین)

قطب الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی خلیفۂ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری، سلطان شمس الدین التمش کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ——

وہ بے حد صاحبِ اعتقاد تھا۔ وہ راتوں کو جاگتا تھا۔ اور اگر سو بھی جاتا تھا تو فوراً جاگ اٹھتا تھا۔ خود پانی لیکر وضو کرتا تھا اور مصلی پر بیٹھ جاتا تھا۔ اپنے کسی نوکر کو نہیں جگاتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ آرام کرنے والوں کو کیوں تکلیف دوں؟

پھر فرمایا! وہ راتوں کو جاگ کر لوگوں کی خبر گیری کرتا تھا۔ ایک ہمراز کو اپنے ساتھ لے کر سونے کی تھیلیاں بھر کر مسلمانوں کے دروازہ پر جاتا اور ہر ایک کا حال پوچھ کر ان کے درمیان تقسیم کر دیا کرتا تھا۔ اور وہاں سے فارغ ہو کر خانقاہوں، عبادت خانوں اور بازاروں مسجدوں میں گشت کرتا تھا۔ اور وہاں سے فارغ ہو کر خلقِ خدا کو اپنی صوابدید کے مطابق کچھ نہ کچھ دے کر مطمئن رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتا جاتا تھا کہ خبردار کسی کے آگے اس کا ذکر نہ کرنا۔

جب دن نکلتا تو اذنِ عام دیتا کہ جو مسلمان رات کو فاقہ سے دوچار ہو، وہ یہاں لائے جائیں۔ جب وہ وہاں لائے جاتے تو ان کی ضرورت کے مطابق انہیں کچھ دے کر ان سے عہد لیتا کہ جب بھی تمہیں غلہ وغیرہ کی ضرورت پیش آئے یا تم پر کوئی بھی ظلم کرے تو فوراً میرے پاس آنا اور جو زنجیر انصاف میں نے دروازہ پر لٹکا رکھی ہے اسے فوراً ہلا دینا۔ میں تمہارے ساتھ ضرور انصاف کروں گا تاکہ تم قیامت کے روز احکم الحاکمین کی عدالت میں میرے خلاف کوئی دعوی نہ کر سکو۔

(فوائد السالکین)

پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز شمس نے آکر میرے قدم پکڑ لیئے میں نے پوچھا تمہاری کیا ضرورت ہے تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا۔ اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے مجھے سلطنت سے نوازا ہے اور میرے پاس سب کچھ ہے۔ لیکن مجھے نہیں معلوم کہ قیامت کے دن میرا حشر کس گروہ میں ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ چلا گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ بے حد نیک معاملہ تھا اور درویشوں کا تو غلام تھا۔ درویشوں کی محبت سے اس کا دل لبریز تھا۔ (فوائد السالکین)

جب سلطان شمس الدین التمش تخت نشین ہو کر دلی کا بادشاہ ہوا تو حضرت قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں حاضر ہو کر قدموس ہوا۔ آپ نے اسے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے سلطان! اللہ تعالیٰ نے تمہیں دہلی کی بادشاہت عطا فرمائی ہے۔ اس پر شکر ادا کرو اور اپنے اوپر لازم کر لو کہ اپنے سارے فرائض دیانت داری کے ساتھ انجام دوگے۔ اسی کے ساتھ فقراء و مساکین کے لئے بھی معقول انتظام کروگے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے بدلے میں تمہیں بلند مقام عطا فرمائے گا۔ سلطان شمس الدین نے نیاز مندی کے ساتھ کلماتِ نصیحت سنے۔ پھر آداب بجالاتے ہوئے

رخصت ہوا۔ (سیر الاقطاب)

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا انتقال ربیع الاول کی ۱۴ ؍ ویں رات ۳ ۶۳ھ میں ہوا۔ اور اسی سال ۱۴ ؍ شعبان کو سلطان شمس الدین کی وفات ہوئی۔ (اخبار الاخیار)

سلطان شمس الدین کی سعادت و نیک بختی تھی کہ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی اس کے اوپر خصوصی نگاہِ کرم ہوئی اور اسکی تربیت و ہدایت کی طرف بھی آپ نے توجہ فرمائی۔ اور فقرودرویشی کی لذت سے صحیح طور پر آشنا کیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے شیخ و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی جب ۶۱۱ھ میں دہلی تشریف لائے اور ایک لمبی مدت تک دہلی میں قیام فرمایا۔ اس زمانہ کا ایک واقعہ خود حضرت خواجہ معین الدین چشتی اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

ایک روز ایک گفتگو کے دوران طالب صادق سلطان شمس الدین (التمش) حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی زیارت و ملاقات کے لئے حاضر ہوا اور ملاقات کے بعد اس نے قسم کھا کر عرض کیا کہ جس خدا نے آپ کو وجود بخشا اور اپنی معرفت عطا فرمائی۔ اس کا واسطہ دے کر عرض کر رہا ہوں کہ میں صدقِ دل کے ساتھ حاضر ہوا ہوں اس لئے مجھے معرفتِ حقیقتِ الٰہی کے لئے استقامت کے ساتھ ہدایت فرمائیں اور لطفِ بیعتِ ارادت کے ساتھ میری تربیت فرمانا قبول فرمایئے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے سلطان شمس الدین التمش کو انسان کامل و طالبِ صادق پاکر صحبتِ تربیت کے بعد کلاہِ ارادت سے نوازا۔

سلطان شمس الدین نے ایک مدت تک حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی صحبت تربیت سے مستفید ہو کر استقامت حاصل کی۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے مجھ سے فرمایا کہ طالب صادق سلطان شمس الدین کی استقامتِ تربیت کیلئے آیات و احادیث واقوالِ مشائخ و ملفوظات وغیرہ پر مشتمل ایک کتاب لکھو جو سفر و حضر میں اس کے کام آئے اور اسکا دل نفسانیت و خطراتِ غیر اللہ سے دور رہے۔ (ملخص گنج اسرار)

حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی کی ہدایت پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے سلطان شمس الدین التمش کی تربیت و ہدایت کیلئے گنج اسرار کے نام سے فارسی میں ایک کتاب لکھی۔

☆☆☆

منقبت خواجہ

از :- داغ دہلوی

یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نواز
یا واقف راز خفی وجلی سلطان الہند غریب نواز
فریاد تمہیں سے ہے میری، تکلیف سہی کیسی کیسی
ہو داد طلب کی داد رسی سلطان الہند غریب نواز
منہ عیش وطرب نے پھیر لیا دن رات کے غم نے گھیر لیا
آیا ہوں پئے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نواز
لائی ہے مجھے امید کرم اس خاک کی اور اس در کی قسم
سب دور ہوں میرے رنج دلی، سلطان الہند غریب نواز
یہ داغ کہاں تک رنج سہے، تم سے نہ کہے تو کس سے کہے
تم آلِ نبی اولادِ علی سلطان الہند غریب نواز

ایس آختر مصباحی، (ممبر درگاہ کمیٹی اجمیر شریف)

خواجہ غریب نواز کی انسان دوستی اور غریب نوازی

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

اسلام نے ساری مخلوق کو عیال اللہ یعنی اللہ کا کنبہ قرار دیا ہے اور اس کی نظر میں ساری نسلِ انسانی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہے۔ ایک ہی جان سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب کو پیدا فرمایا ہے اور اپنے کرم بے پایاں سے اس نے سبھی انسانوں کو رحم و مروت اور ہمدردی و غمگساری کے جذبات بھی مرحمت فرمائے ہیں تاکہ وہ ایک دوسرے کے دکھ درد کو محسوس کر کے مصائب و مشکلات کے وقت ایک دوسرے کے کام بھی آسکیں۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ و صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تزکیہ واحسان و تصوف و طریقت کے علم بردار وہ نفوسِ قدسیہ جنہیں تاریخ میں صوفیہ و مشائخ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ان کی حیات و حالات کا مطالعہ کرتے وقت قدم قدم پہ یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اپنی اصلاح اور تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے اخلاق و کردار اور خلق خدا سے محبت و شفقت کے اعلیٰ نمونے اور ایسی قابلِ قدر روایات چھوڑی ہیں کہ ان پر صحیح طریقہ سے عمل کیا جائے تو آج بھی بیمار انسانیت کو شفا حاصل ہو سکتی ہے اور درماندہ حال خلق خدا کو سکون و راحت کی سانس نصیب ہو سکتی ہے۔

ہندوستان کے اندر صوفیہ کرام کے درمیان سلطان الہند عطاء رسول حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری کی ذات گرامی ایک ممتاز نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔ بلکہ آپ سرزمین ہند پہ سرگروہِ اولیاء اور سرخیل اصفیاء ہیں۔ اور آپ کی شانِ غریب نوازی سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے۔ آپ کے محبوب خلیفہ قطب الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی دہلوی بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے معین الملۃ والدین حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کا یہ ارشاد سنا کہ وہ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی کے یہ گراں قدر کلمات نقل فرما رہے تھے۔

"اگر کسی شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہے۔ سخاوت و شفقت اور تواضع، دریا جیسی سخاوت، آفتاب جیسی شفقت، زمین جیسی تواضع، (دلیل العارفین مجلس نہم)

اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے دادا پیر شیخ حاجی شریف زندنی چشتی نیشاپوری کا یہ واقعہ پاسِ عہد و پیمان، اعانت و امداد فقراء و غرباء اور اسلوبِ دعوت و تبلیغ کا کتنا حسین مرقع ہے۔

"سات جوان بیٹیوں کا ایک غریب و پریشان حال باپ ایک دن بارگاہ شیخ حاجی شریف زندانی میں آکر عرض کرتا ہے کہ میری مشکل آسان کی جائے۔ آپ نے اسے صبر و شکر کی تلقین کی کہ آج جتنی تکلیف اُٹھاؤ گے کل آرام پاؤ گے! اس نے پھر اپنی لڑکیوں کی شادی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: آج جاؤ کل آنا۔ جب وہ شخص واپس ہونے لگا تو راستہ میں ایک آتش پرست ملا ں نے حال پوچھا۔ غریب باپ نے اپنی سرگزشت سنائی۔ آتش پرست نے کہا: شیخ تو خود ہی نادار ہیں وہ تمہاری کیا مدد کریں گے؟ جاؤ شیخ سے کہو کہ وہ کہ اگر سات سال تک میری خدمت گزاری کریں تو میں انہیں سات ہزار دینار دے سکتا ہوں۔ وہ غریب پھر واپس آیا اور اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔

حضرت شیخ حاجی شریف زندانی نے سنتے ہی فرمایا : سبحان اللہ !اس نے بہتر کیا ہو گا کہ میری سات سال کی خدمت گزاری کے بدلے کسی غریب حاجت مند کی ضرورت پوری ہو جائے۔

اس غریب کو ساتھ لے کر شیخ فوراً آتش پرست کے پاس پہنچے۔ آتش پرست نے قاضی شہر کے پاس لے جاکر شیخ سے خطِ غلامی لکھوالیا اور آپ معاہدہ کے مطابق آتش پرست کے یہاں رات کی پاسبانی کرنے لگے۔

حاکم وقت حضرت شیخ کا عقیدت مند تھا۔ اسے جیسے ہی اس واقعہ کا علم ہوا۔ سات ہزار دینا اور سات ہزار درہم آپ کی خدمت میں بھیج کر گزارش کی کہ سات ہزار دینار اس آتش پرست کو دے کر اس سے نجات حاصل کریں اور سات ہزار درہم اپنی ضرورت پر خرچ فرمائیں۔

شیخ حاجی شریف زندانی نے وہ تمام دینار و درہم فقراء و حاجت مندوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور فرمایا کہ میں نے سات سال تک اس آتش پرست کی خدمت کا جو عہد کیا ہے وہ تو مجھے پورا کرنا ہی ہے۔

آتش پرست کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے شیخ سے کہا کہ آپ نے اس پیشکش سے فائدہ کیوں نہیں اُٹھایا؟ جس سے آپ اس تکلیف سے بچ جاتے! شیخ نے جواب دیا! تم اس محنت اور تکلیف کی قدر ولذت کیا جانو؟ میرا رب فقر اور محنت کو پسند کرتا ہے اور میں اپنے رب کو پسند کرتا ہوں اور جس سے وہ راضی ہو اسی میں میرے لئے راحت ہے۔ اللہ دل جوئی کو پسند کرتا ہے اور دلجوئی کرنے والوں کو اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ آتش پرست کے دل پر حضرت شیخ کی ان باتوں کا اتنا زیادہ اثر ہوا کہ اس نے اپنی خوشی سے آپ کو فوراً آزاد کر دیا اور کہا کہ جایئے اور دل جمعی کے ساتھ اپنے رب کے کاموں میں مصروف رہیے اور اس کی رضامندی حاصل کیجئے۔

شیخ حاجی شریف زندانی نے یہ سن کر اس آتش پرست سے فرمایا۔ جب تم نے مجھے آزاد کر دیا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں بھی دوزخ کی آگ سے آزاد فرمادے گا۔ آتش پرست نے جب دوزخ کی آگ سے آزادی کی خوشخبری سنی تو اس کا دل اسلام کی طرف اتنا مائل ہوا کہ وہ کلمۂ طیبہ پڑھ کر سچے دل سے مسلمان ہو گیا اور حضرت شیخ کی تعلیم وتربیت وفیض صحبت سے کچھ ہی دنوں بعد شیخ کامل ہو گیا۔ (سیر الاقطاب)

خلق خدا کی حاجت روائی کے بارے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہیں جس سے درویشی کے اسرار بھی کھلتے ہیں :

”درویشی اس بات کا نام ہے کہ اس کے پاس جو آئے اسے محروم نہ کیا جائے۔ اگر بھوکا ہے تو کھانا کھلایا جائے۔ ننگا ہے تو نفیس کپڑا پہنایا جائے۔ کسی شکل میں اسے خالی نہیں واپس کرنا چاہئے، اس کا حال پوچھ کر اس کی دل جوئی کرنی چاہئے۔ (دلیل العارفین)

حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کے دل کے اندر بچپن ہی سے محبت و ہمدردی اور غریب نوازی کا جذبہ موجزن تھا۔ شیر خوارگی کے وقت بھی آپ کی عجیب شان تھی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ دودھ پینے کے زمانے میں بھی آپ کا یہ حال تھا کہ جب کوئی عورت اپنے شیر خوار بچہ کے ساتھ آپ کے یہاں آتی اور دودھ کے لئے اس کا بچہ جب رونے لگتا تو آپ فوراً اپنی مادر مہربان کو اشارہ کرتے۔ جس کا مطلب یہ ہوتا کہ آپ اپنا دودھ اس بچے کو پلائیں۔ آپ کی والدہ محترمہ یہ اشارہ سمجھ کر اس بچے کو دودھ پلا دیتیں۔ وہ بچہ جب دودھ پینے لگتا تو آپ بہت خوش ہوتے اور تبسم فرمانے لگتے۔

آپ کے بچپن ہی کا ایک واقعہ ہے۔ اچھے کپڑوں میں ملبوس ہو کر آپ نماز پڑھنے عید گاہ جا رہے تھے۔ راستہ میں دیکھا کہ ایک اندھا بچہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ آپ کو یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا۔ دل بے چین ہو گیا اور فوراً اپنے کپڑے اُتار کر اسے پیش کر دیا۔ اس کے بعد اسے ساتھ لے کر عید گاہ پہنچے اور اس کی ہر طرح دل جوئی و خاطر داری کی۔

پندرہ سال کی عمر میں جب ایک بزرگ شیخ ابراہیم قندوزی

کے فیضان اور نگاہ کیمیا اثر سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے اندر روحانی انقلاب آیا تو آپ نے اپنا باغ اور پن چکی جو آپ کا ذریعہ معاش تھا اسے بھی فروخت کردیا اور باغ و پن چکی سے حاصل شدہ ساری رقم غرباء و فقراء و مساکین اور محتاجوں کے درمیان تقسیم کردی۔

ایک بار ایک شخص غصہ کی حالت میں آیا اور آپ کے ایک مرید کو پکڑ کر سختی کے ساتھ اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرنے لگا۔ آپ نے اسے نرمی سے سمجھایا کہ جہاں اتنا صبر کیا ہے۔ کچھ دن کا اسے اور موقع دے دو یہ تمہارا قرض کردے گا۔ مگر وہ شخص اور اکڑنے لگا، آخر آپ کو بھی جلال آگیا اور آپ نے اپنی چادر زمین پر بچھادی۔ جو اچانک دینار و درہم سے بھر گئی۔ اس سے آپ نے فرمایا اپنی رقم لے لو۔ اس نے اصل رقم سے کچھ زیادہ لینا چاہا تو اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ وہ رونے گڑگڑانے لگا۔ آپ نے اس کی خطا معاف کی اور دو رکعت نماز پڑھ کر اس کے لئے دعا کی تو اس کا ہاتھ صحیح ہو گیا۔ اور وہ آپ کا عقیدت مند و خدمت گزار بن گیا۔ (روایت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی۔ سیر الاقطاب)

ایک شخص آپ پر حملہ کی نیت سے آپ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ عرصہ قدم بوسی کی تمنا تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج یہ عظیم سعادت میسر آئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ جس نیت سے آئے ہو اپنا کام کرو۔ وہ شخص یہ سن کر اتنا خوف زدہ ہوا کہ لرزنے لگا اور زمین پر گر کر عاجزی سے عرض کرنے لگا: حضور! مجھے فلاں شخص نے آپ کو قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ حالاں کہ میری ایسی کوئی نیت نہیں تھی۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے بغل سے خنجر نکالا اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: کسی کا نام نہ لو اور نہ اس کا راز ظاہر کرو۔ اس نے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہنے لگا میں سزا کا مستحق ہوں آپ حکم دیجئے کہ لوگ مجھے مار ڈالیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اے عزیز! ہمارا شیوہ یہ ہے کہ ہمارے ساتھ جو شخص برائی سے پیش آتا ہے۔ اس کے ساتھ ہم بھلائی سے پیش آتے ہیں۔ اور تم نے تو اپنی طرف سے کوئی برائی بھی نہیں کی۔ یہ کہہ کر آپ نے اس کا سر اُٹھا کر اس کے لئے دعا کی۔ اس کا دل بدل گیا اور وہ آپ کا معتقد و خادم بن گیا۔ اس نے پینتالیس حج کئے اور مکہ مکرمہ میں اس کا وصال ہوا۔ (سیر الاقطاب)

ایک مظلوم ماں روتی بلکتی بارگاہ حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی میں حاضر ہوئی آپ اس وقت وضو فرما رہے تھے۔ عورت نے کہنا شروع کیا: خدا کے واسطے میری فریاد سنئے! حاکم شہر نے ناحق میرے لڑکے کو پھانسی دے دی ہے۔ آپ نے اس کی فریاد غور سے سنی۔ جب یقین ہو گیا کہ عورت کا بیان صحیح ہے۔ تو آپ نے اپنا عصا ہاتھ میں لیا اور خدام و مریدین کو ساتھ لے کر سیدھے مقتول لڑکے کے پاس پہنچے اور عصا سے اس کی گردن کو چھوتے ہوئے فرمایا: اے مظلوم! اگر تجھے بے قصور مارا گیا ہے تو اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ اور پھانسی کے پھندے سے اتر کر نیچے آجا۔

ان الفاظ کا زبان سے نکلنا تھا کہ وہ مقتول زندہ و سلامت پھانسی کے تختہ سے نیچے اتر آیا اور فوراً آپ کے قدموں پر گر گیا اور کچھ دیر بعد ماں بیٹے دونوں خوش و خرم اپنے گھر واپس چلے گئے۔ (سیر الاقطاب)

ایک کسان کے کھیت کی پیداوار حاکم شہر نے ضبط کرلی اور کہا کہ شاہی فرمان کے بغیر تمہیں اس میں سے کچھ حصہ نہیں ملے گا وہ کسان امداد و فریاد رسی کے لئے بارگاہِ حضرت خواجہ معین الدین چشتی میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اگر حضور اپنے خلیفہ قطب الدین بختیار کاکی کو سفارشی خط لکھ دیں تو یہ پریشانی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔ آپ نے کچھ سوچ کر ارشاد فرمایا: اگرچہ سفارش سے تمہارا مقصد آسانی سے حل ہو جائے گا، مگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے کام کے لئے مجھے متعین کردیا ہے۔ اس لئے تم میرے ساتھ دہلی چلو۔

راستہ میں ایک مسافر کو آپ کی اچانک روانگی کا علم ہوا تو اس نے فوراً دہلی پہنچ کر حضرت قطب الدین بختیار کاکی کو آگاہ کر دیا۔ حضرت قطب صاحب نے سلطان الدین التمش کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع دی۔ اس نے دہلی میں آپ کا شاہانہ اور شاندار استقبال کیا۔

حضرت قطب صاحب نے تشریف آوری کا سبب پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کسان کے کام سے دہلی آنا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ یہ کام تو یہاں کے خدام بھی کر دیتے۔ اس کے لئے حضور کو تکلیف فرمانے کی ضرورت نہیں تھی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے ارشاد فرمایا:

یہ کسان میرے پاس آیا تو بہت رنجیدہ تھا، میں نے مراقبہ کر کے دربارِ خداوندی میں اس کے لئے عرض کیا۔ تو غیبی حکم ملا کہ رنج و غم میں شریک ہونا عین بندگی ہے۔ پس میں بہ سبب بندگیٔ حق یہاں آیا ہوں۔

حضرت قطب صاحب نے عرض و معروض کے بعد خود سلطان شمس الدین التمش کے پاس جاکر کسان کا معاملہ کسان کے حق میں طے کرایا۔

انسان دوستی اور شانِ غریب نوازی کا جلوہ حضرت خواجہ معین الحق والدین غریب نواز چشتی اجمیری کی ان تعلیمات و ہدایات میں بھی ملتا ہے۔

"مصیبت زدہ لوگوں کی فریاد سننا، ان کا ساتھ دینا، حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، اسیروں کو قید سے چھڑانا، یہ باتیں اللہ کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتی ہیں۔"

اپنے لئے دنیاوی مال و متاع کے سلسلہ میں حضرت خواجہ غریب نواز و دیگر صوفیہ و مشائخ کا جو مسلک تھا وہ شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر چشتی خلیفۂ حضرت قطب الدین بختیار کاکی چشتی دہلوی کے اس خیال سے ظاہر ہو جاتا ہے:

"زکوٰۃ تین طرح کی ہوتی ہے۔ زکوٰۃِ شریعت، زکوٰۃِ طریقت، زکوٰۃِ حقیقت۔ زکوٰۃِ شریعت یہ ہے کہ دو سو درہم اپنے پاس رکھا جائے اور بقیہ سب خدا کی راہ میں خرچ کر دیا جائے اور زکوٰۃِ حقیقت یہ ہے کہ سب کا سب راہِ خدا میں دے دیا جائے اور اپنے پاس اللہ و رسول کے سوا کچھ بھی نہ رکھا جائے۔

(سیر الاقطاب)

اور دوسروں کے تعلق سے ان نفوس قدسیہ کا یہ شیوہ تھا کہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی دہلوی اپنے مرشد طریقت و حقیقت، عطاءِ رسول، سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے بارے میں اپنا یہ تجربہ و مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ

"میں نے مدت تک آپ کی خدمت کی، مگر کسی سائل یا فقیر کو کبھی آپ کے در سے محروم جاتے نہیں دیکھا۔"

(مسالک السالکین)

صدیوں بعد آج بھی آپ کے فیضانِ عام اور شانِ غریب نوازی کا یہ حال ہے کہ۔

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

یٰس اختر مصباحی

مشائخ چشت کے ملفوظات وارشادات

اصحاب دین و تقویٰ وارباب علم وفضل کا سینہ حقائق معارف کا گنجینہ اسرار و دقائق کا خزینہ اور عشق و عرفان کا مدینہ ہوا کرتا ہے۔ ان کا قلب ودماغ سمندر کی موجوں کی طرح رواں دواں ہوتا ہے۔ اور ان کی نگاہِ کیمیا اثر کی تاثیر کسی بھی ظلمت کدہ کو بقعۂ نور بناتے وقت آفتاب کی شعاعوں سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔

ان کی زبانِ مبارک سے جو کلمات ادا ہوتے ہیں وہ بیمار اذہان و قلوب کے لئے نسخۂ شفا اور وادیٔ زیغ وضلال میں بھٹکنے والوں کے لئے ہدایت ہوتے ہیں۔

مشائخ چشت اہلِ بہشت کی محفل علم وحکمت عباس فقر و درویشی میں اخلاص و تقویٰ، تسلیم ورضا، استغنا و توکل، صبر وقناعت، عشق و محبتِ الٰہی، اتباع سنت نبوی، دنیا و اہل دنیا سے بے نیازی اور فکر آخرت کے جو تابندہ نقوش و آثار ملتے ہیں وہ ہم سب کے لئے یقیناً درس عبرت و موعظت اور سامانِ آخرت ہیں۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ جس حد تک بھی ممکن ہوسکے دنیاوی آلائشوں سے کچھ دیر ہی کے لئے سہی اپنے آپ کو دور رکھ کر ان مجالسِ خیر وبرکت کے ذریعہ اپنے دل کا زنگ مٹا کر اسے ایک صاف و شفاف آئینہ بنانے کی کوشش کریں۔ کیوں کہ حقیقت یہ ہے کہ ہماری اس چندروزہ زندگی کی سرگرمیوں کا مرکز و محور آخرت اور صرف آخرت ہے اور اسی میں ہماری دنیا اور دین دونوں کی بھلائی ہے۔

آیئے! اور چشم بصیرت سے دیکھئے کہ مشائخ چشت اہل بہشت کے ملفوظات وارشادات کے اندر دین ودانش، محبت و معرفت اور فقر و درویشی کے کیسے کیسے لعل وگوہر پوشیدہ ہیں جن کی درخشندگی ہماری بصارت کو ہی خیرہ نہیں کرتی بلکہ بصیرت کو بھی باطنی انوار و تجلیات کی بیش بہا نعمت اور انمول دولت عطا کرتی ہے۔

(۱) حضرت خواجہ عثمان ہارونی نیشاپوری چشتی

قرآن شریف کی بار بار تلاوت کرنی چاہئے کیوں کہ اس سے گناہوں کا کفارہ ادا ہوتا ہے اور دوزخ کی آگ کے لئے آڑ اور پردہ ہے۔ تلاوت قرآن میں جو شخص مصروف ہوتا ہے۔ اس کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ بہشت کے دروازے کھول دیتا ہے اور خوف کے ساتھ جو کچھ وہ پڑھتا ہے اس کے بدلے میں اللہ تبارک وتعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے کہ جو قیامت تک تسبیح پڑھتا ہے۔ اور تلاوت کرکے اس کے ذریعہ علم قرآن حاصل کرنے والا شخص خدا سے اتنا قریب ہوتا ہے جتنا دوسرا نہیں ہوتا۔ (انیس الارواح)

☆ رزق حلال کھاؤ۔ حلال کمائی کا کپڑا پہنو۔ توبہ کرو حرام کمائی کا کپڑا نہ پہنو۔ جب تم ایسا کرو گے تو بہشت میں سات دروازوں میں سے ایک دروازہ تمہارے لئے کھول دیا جائے گا اور تمہاری نماز کو قبول کیا جائے گا۔ (انیس الارواح)

☆ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مصیبت پر آہ وزاری کرتا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

مشائخ طبقات نے کہا ہے کہ مصیبت میں آہ وزاری کرنا کفر ہے۔ جو شخص ایسا کرتا ہے اس کا نام منافق مومنوں میں لکھا جاتا ہے۔ اور مصیبت کے وقت شور وفغاں کرنے والے شخص پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

جو شخص مصیبت کے وقت اپنا گریبان چاک کرے اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرماتا۔ اور قیامت کے دن اس کو سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ (انیس الارواح)

☆ صدقہ بہشت کی سیدھی راہ ہے۔ جو شخص صدقہ دیتا ہے وہ اللہ کی رحمت سے قریب ہوتا ہے۔

خواجہ حاجی شریف زندنی کے جماعت خانہ میں، میں نے دیکھا صبح سے شام تک آنے جانے والوں میں سے کوئی چیز میہانہ ہوتی تو خادم سے آپ فرماتے کہ پانی پلادو تاکہ یہ دن خالی نہ جائے۔

اے درویش! سخی آدمی پر زمین فخر کرتی ہے اور زمین پر جب سخی چلتا ہے تو اس کے اعمال نامہ میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

جس وقت کوئی آدمی کسی پیاسے کو پانی پلاتا ہے اس وقت اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں گویا کہ وہ ابھی ماں کے شکم سے نکلا ہے اور بغیر حساب کے بہشت میں جائے گا اور اگر وہ اسی دن فوت ہو جائے تو اسے شہادت کا درجہ ملے گا۔

جو شخص کسی بھوکے کو کھانا کھلائے اس کی ہزار حاجتیں اللہ تبارک وتعالیٰ پوری فرماتا ہے۔ دوزخ کی آگ سے آزاد فرماتا ہے۔ اور بہشت میں اس کے لئے ایک محل بناتا ہے۔

(انیس الارواح)

☆ مومن وہ شخص ہے جو تین چیزوں کو دوست رکھے۔ اول موت، دوم درویشی، سوم فاتحہ۔ پس جو شخص ان تینوں چیزوں کو دوست رکھتا ہے۔ فرشتے اسے دوست رکھتے ہیں اور اس کا بدلہ بہشت ہوتا ہے۔

میں نے خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین گروہوں کی طرف رحمت سے دیکھتا ہے اور وہ لوگ عرش کے نیچے ہیں۔ اول وہ لوگ جو ہمیشہ ہمت کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو ہمسایوں اور عورتوں کو خوش رکھتے ہیں۔ تیسرے وہ جو درویشوں اور عابدوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اس مومن سے اللہ تبارک وتعالیٰ خوش ہوتا ہے جو مومن کی ضرورت پوری کرے اور بہشت میں اس کا مقام ہوگا۔

جو شخص مومن کی عزت کرتا ہے اس کی جگہ بہشت میں ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اگر بندہ کسی کی جوتی سیدھی کرے یا مومن کے پاؤں سے کانٹا نکالے تو اللہ تعالیٰ اسے صدیقوں اور شہیدوں میں شمار فرماتا ہے۔

(انیس الارواح)

☆ لڑکیاں خدا کا تحفہ ہیں۔ اس لئے جو شخص انہیں خوش رکھتا ہے اسے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ جس سے خوش ہوتا ہے اسے لڑکیاں عطا فرماتا ہے۔ اور جو شخص لڑکیاں پیدا ہونے پر خوشی کا اظہار کرے اس کی یہ خوشی خانۂ کعبہ کی ستر بار زیارت سے بھی زیادہ افضل ہے اور جو والدین اپنی لڑکیوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے یہاں ایک لڑکی ہوگی قیامت کے دن اس کے اور دوزخ کے درمیان پانچ سو سال کی راہ کا فرق ہوگا۔ (انیس الارواح)

☆ علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خاص خدا کے لئے علم حاصل کرنا اور دوسرا عام قسم کا علم ہے۔ علم کی ایک بات سننا سال بھر کی نفل عبادت سے بہتر ہے اور محفل علم میں بیٹھنا غلام آزاد کرنے کے ثواب کے برابر ہے۔ علم اندھے کے لئے رہنما اور بہشت کی راہ کا ہادی ہے۔ (انیس الارواح)

☆ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک رات کو نہیں سوئے اور آپ کا پہلوئے مبارک زمین پر نہیں لگا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک بار کعبہ کے دروازے پر آئے اور عرض کیا کہ دروازہ کھولا جائے تاکہ یہاں آج کی رات اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرلی جائے۔ معلوم نہیں دوسری مرتبہ مجھے حج کی استطاعت ہوگی یا نہیں۔ اس درخواست کے بعد دروازہ کھل گیا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اندر گئے۔ خانۂ کعبہ کے دو ستونوں کے درمیان نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے

ہوئے اور دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں پر رکھ کر آدھا قرآن شریف پڑھ کر رکوع و سجود پورا کر کے کہا۔ اے اللہ میں نے تیری اس طرح اطاعت نہیں کی جیسا کہ تری اطاعت کا حق تھا اور نہ میں نے تجھے اس طرح پہچانا جیسا کہ تیرے پہچاننے کا حق تھا۔

غیب سے ندا آئی کہ اے ابو حنیفہ! تو نے پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق تھا۔ میں نے تجھے، تیرے متبعین کو اور تیرے مذہب کے مقلدین کو مغفرت سے نوازا۔ (انیس الارواح)

☆ تین طرح کے لوگ بہشت کی طرف نہیں آئیں گے۔ ایک جھوٹ بولنے والا درویش، دوسرا کنجوسی کرنے والا دولت مند۔ تیسرا خیانت کرنے والا تاجر۔ کیوں کہ ان تینوں کو سخت عذاب ہوگا۔ جب درویش جھوٹا اور دولت مند بخیل اور سوداگر خیانت کرنے والا بن جائے تو اللہ تعالیٰ دنیا سے برکت اٹھالیتا ہے۔ (انیس الارواح)

☆ مرنے سے پہلے توبہ کرو۔ بعد میں افسوس کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ توبہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سچی توبہ ہے کہ اس کے بعد انسان گناہ کے قریب بھی نہ جائے اور دوسری توبہ کہ آدمی توبہ کرے اور اسے توڑ ڈالے۔ اس دوسری توبہ سے کوئی فائدہ نہیں۔ (انیس الارواح)

(۲) حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری

شریعت کا آغاز یہ ہے کہ شریعت پر آدمی ثابت قدم ہو جائے۔ احکام شریعت پر پورے طور پر جو لوگ عمل کرتے ہیں اور اس میں کوئی کوتاہی اور تجاوز نہیں کرتے وہ اکثر دوسرے مرتبہ تک پہنچ جاتے ہیں جسے طریقت کیا جاتا ہے۔ جب بلا کم و کاست تمام احکامِ شریعت پر عامل ہونے کے ساتھ شرائط طریقت کے مطابق ثابت قدم ہو جاتے ہیں تو پھر معرفت کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں جب درجۂ معرفت کو پہنچتے ہیں اور مقام معرفت میں ثابت قدم ہو جاتے ہیں تو پھر درجہ حقیقت میں پہنچ جاتے ہیں اور اس مرتبہ تک پہنچ کر جو کچھ طلب کرتے ہیں اسے پالیتے ہیں۔

(دلیل العارفین)

☆ نماز مومن کی معراج ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ (الصلوٰۃ معراج المومنین) تمام مقاموں سے بڑھ کر یہی نماز ہے۔ نماز کے ہی ذریعہ لقائے ربانی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے بیان کرتا ہے۔ قرب وہی پاسکتا ہے جو راز کے لائق ہو۔ یہ راز سوائے نماز کے کسی طرح حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

اہلِ عشق صبح کی نماز ادا کر کے جائے نماز پر سورج نکلنے تک قرار پکڑتے ہیں جس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی نظر میں مقبول ہوں اور انوار کی تجلی ان پر دم بدم ہو۔

نماز ایک امانت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے سپرد کی ہے۔ اس لئے بندوں پر واجب ہے کہ امانت میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں جب انسان نماز ادا کرے تو اسے چاہئے کہ رکوع و سجود کماحقہٗ بجالائے اور ارکان نماز اچھی طرح ادا کرے۔

نماز دین کا رکن ہے اور رکن ستون ہوتا ہے۔ جب ستون قائم ہوگا تو گھر بھی قائم ہوگا اور ستون اگر ہٹ جائے گا تو چھت فوراً گر پڑے گی۔ چونکہ اسلام اور دین کے لئے بمنزل ستون ہے۔ اس لئے نماز کے اندر جب فرض، سنت، رکوع اور سجود میں خلل آئے گا تو حقیقت اسلام و دین میں بھی نقص و خرابی پیدا ہو جائے گی۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں۔ جس کی نماز نہیں اس کا ایمان نہیں۔ (دلیل العارفین)

☆ دل وہ ہے جو اپنے حال سے فانی ہو اور مشاہدۂ حق میں باقی ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے سارے اعمال پر غالب ہو۔ اپنے آپ پر اس کا اعتبار کچھ نہ ہو اور عرش تک اسے کچھ قرار نہ ہو۔

(دلیل العارفین)

☆ عاشق کا دل محبت کا آتش کدہ ہوتا ہے۔ اس میں جو چیز جائے اسے جلا کر ختم کر دیتا ہے کیوں کہ عشق کی آگ سے بڑھ کر کوئی آگ تیز نہیں۔

اہل محبت کو فریاد بوجہ شوق واشتیاق اس وقت تک رہتی ہے، جب تک وہ دوست سے مل نہ جائیں۔ کیوں کہ عاشق اسی وقت تک واویلا کرتا ہے جب تک معشوق سے اس کا وصال نہ ہو جائے۔

ندیوں میں بہتا ہوا پانی شور کرتا ہے لیکن جب سمندر میں جاگرتا ہے تب آواز بند ہو جاتی ہے۔ اسی طرح عاشق کو معشوق کا وصال میسر آجاتا ہے تو پھر وہ واویلا نہیں کرتا۔

محبت کی راہ ایسی راہ ہے کہ جو شخص عشق کی راہ میں پڑتا ہے۔ اس کا نام ونشاں نہیں ملتا۔ عشق و محبت میں جو گفتگو اور حرکت ومشغلہ ہے یہ اس وقت تک ہے جب تک باہر ہیں جب اندر آجاتے ہیں تو پھر آرام، خاموشی اور سکون حاصل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ایسے عاشق بھی ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی دوستی اور محبت نے خاموش کر رکھا ہے۔ کیوں کہ وہ عالم موجودات سے بے خبر و بے نیاز ہو جاتے ہیں۔

محبت میں صادق وہ ہے کہ والدین اور خویش واقربا سے قطع تعلق کر کے اللہ اس کے رسول ﷺ سے تعلق پیدا کرلے۔ پس وہ شخص ہے جو کلام الٰہی کے حکم پر چلے اور دوستی حق میں ثابت قدم ہو۔

اللہ تعالیٰ کی دوستی اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ دشمن جانتا ہے ان سے دشمنی کی جائے۔ مثلاً دنیا اور نفس۔

میں نے ملتان میں ایک بزرگ سے سنا ہے کہ اہل محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے۔ اول ندامت، دوم ترک گناہ، سوم ظلم اور لڑائی جھگڑے سے اپنے آپ کو پاک رکھنا۔ (دلیل العارفین)

☆ حدیث شریف میں آیا ہے کہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اگر کوئی برا شخص نیکوں کی صحبت اختیار کرے تو امید ہے کہ وہ نیک ہو جائے گا اور اگر نیک شخص بروں کی صحبت میں بیٹھے تو برا ہونے کا خطرہ ہے۔ جس کسی نے کچھ حاصل کیا صحبت سے حاصل کیا اور جو نعمت حاصل ہوئی وہ نیکوں سے حاصل ہوئی۔ نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور بروں کی صحبت برے کام سے بھی بری ہے۔ (دلیل العارفین)

درویشی اس بات کا نام ہے کہ اس کے پاس جو بھی آئے اس سے محروم نہ کیا جائے۔ اگر بھوکا ہے تو کھانا کھلایا جائے اگر ننگا ہے تو نفیس کپڑا پہنایا جائے۔ اسے کسی حال میں خالی نہ جانے دیا جائے۔ اس کا حال پوچھ کر دلجوئی ضرور کرنی چاہئے۔

(دلیل العارفین)

☆ عارفوں کا توکل یہ ہے کہ ان کا توکل اللہ کے سوا کسی پر نہ ہو اور نہ وہ کسی چیز کی طرف توجہ کریں۔ متوکل حقیقت میں وہ ہے کہ جو مخلوق کی مدد اور تکلیف کی شکایت نہ کرے۔

اہل توکل پر تجلیات شوق میں ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اگر انہیں اس وقت ریزہ ریزہ کر دیا جائے یا تلوار سے لہولہان کر دیا جائے یا کسی اور طرح سے تکلیف اور اذیت پہنچائی جائے تو انہیں مطلق خبر نہیں ہوتی۔ (دلیل العارفین)

☆ قبرستان میں قصداً کھانا کھانا یا پانی پینا گناہ کبیرہ ہے۔ جو شخص قصداً کھائے وہ منافق اور ملعون ہے۔ کیوں کہ قبرستان حرص وہوس کا نہیں بلکہ عبرت کا مقام ہے۔

امام یحییٰ ابو الخیر زندوسی کے روضہ پر میں نے لکھا دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ جو شخص قبرستان میں کچھ کھائے پیئے وہ ملعون اور منافق ہے۔ (دلیل العارفین)

☆ اے غافل! اس سفر کے لئے توشہ تیار کر جو تجھے درپیش ہے یعنی موت۔ بغیر ملک الموت کے دنیا کی قیمت جو بھر بھی نہیں۔ اس واسطے کہ حدیث شریف میں وارد ہے موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاقات کراتا ہے۔

(دلیل العارفین)

☆ چار چیزیں نہایت نفیس ہیں۔ اول وہ درویش جو غناء اور استغنا ظاہر کرے۔ دوم وہ بھوکا جو اپنے آپ کو شکم سیر ظاہر کرے۔ سوم وہ غمزدہ جو اپنے آپ کو مسرور ظاہر کرے، چہارم

جس سے دشمنی ہو اسے دوست دکھائی دے۔ (دلیل العارفین)

(۳) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی

مجھے ابتداء میں قرآن شریف یاد نہیں تھا اس لئے طبیعت پریشان رہا کرتی تھی۔ ایک رات میری قسمت بیدار ہوئی اور میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ فرطِ مسرت اور محبت میں اپنی آنکھوں کو آپ کے قدمِ مبارک پر ملا اور زار زار روتے ہوئے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میری ایک التجا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے معلوم ہے۔ آپ نے میری حالت پر کرم فرماتے ہوئے حکم فرمایا کہ سر اُٹھا۔ میں نے اپنا سر اُٹھادیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سورہ یوسف پڑھا کرو تاکہ تمہیں قرآن شریف حفظ ہو جائے۔ اس کے بعد میری نیند کھل گئی اور پھر میں نے سورہ یوسف پابندی سے پڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ جلد ہی مجھے قرآن شریف حفظ ہو گیا۔ (فوائد السالکین)

☆ جب لطف الٰہی کی نسیم چلتی ہے تو لاکھوں شرابیوں کو صاحب سجادہ بنادیتی ہے اور بخش دیتی ہے۔ لیکن خدا نخواستہ قہر کی ہوا چلے تو لاکھوں اصحاب سجادہ کو راندۂ درگاہ بنادیتی ہے اور سب کو شراب خانوں میں دھکیل دیتی ہے۔

پس اے بھائی! اس راہ میں بے غم نہیں ہونا چاہئے۔ یہ تو وہ راہ ہے کہ کامل سلوک والے بھی شب و روز ہر لمحہ فراق کے اندیشہ اور خود سے تحیر اور غمگینی کا شکار رہتے ہیں۔ کیونکہ کسی کو نہیں معلوم کہ انجام کیا ہوگا۔

اگر شیطان معلون کو اپنے انجام کی خبر ہوتی تو حضرت آدم علیہ السلام کو وہ بلاشبہ سجدہ کرتا۔ اور انکار نہ کرتا۔ لیکن اس ملعون کو چونکہ اپنا انجام معلوم نہیں تھا اور اپنی طاعت پر بھی غرور تھا اس لئے اس نے کہہ دیا کہ میں خاکی کو ہرگز سجدہ نہ کروں گا۔ اس لئے وہ مردود و ملعون ہو گیا۔ اس کی ساری طاعت بے کار ہو گئی اور اس کے منہ پر ماردی گئی ہے۔ (فوائد السالکین)

☆ جو شخص محبت کا دعویٰ کرے اور مصیبت کے وقت فریاد کرے وہ درحقیقت سچا دوست نہیں ہوتا بلکہ وہ جھوٹا ہے۔ اس واسطے کہ دوستی اس بات کا نام ہے کہ جو کچھ دوست کی طرف سے پیش آئے اس پر راضی رہے اور لاکھوں شکر بجائے لائے۔

میں نے حضرت شیخ معین الدین قدس سرہٗ کی زبانی سنا ہے کہ راہ سلوک میں یہ بات کہ جو شخص محبت کرے اور محبت کا دعویٰ کرے وہ دوست کی طرف سے آزمائش اور مصیبت کو دل سے پسند کرتا ہے۔ کیونکہ اہلِ معرفت کے نزدیک دوست کی مصیبت دوست کی رضا ہے۔

جس روز دوست کی مصیبت ہم پر نازل نہیں ہوتی تو ہم سمجھ لیتے ہیں کہ آج ہم سے یہ نعمت چھن گئی۔ کیونکہ راہِ سلوک میں دوست کی طرف سے آئی مصیبت دراصل دوست کی رحمت ہوتی ہے۔ (فوائد السالکین)

☆ سالک کے لئے دنیا سے بڑھ کر کوئی حجاب نہیں۔ اس واسطے کہ کوئی شخص اس وقت تک خدا رسیدہ نہیں ہوتا جب تک کہ وہ دنیا میں مشغول رہے اور اہل سلوک نے فرمایا ہے کہ بندہ اور خدا کے درمیان دنیا سے بڑھ کر اور کوئی حجاب نہیں۔ پس جو شخص دنیا میں دل لگا بیٹھے وہ اللہ تعالیٰ سے دور رہتا ہے۔ لوگ جس قدر دنیا میں مشغول ہوتے ہیں اسی قدر رحمت خداوندی سے جدا اور اس سے دور رہتے ہیں۔

دنیا کیسی بے وفا اور مکار ہے۔ دنیا سب کی دوست ہے لیکن درویش کی نہیں۔ کیونکہ درویشوں نے دنیا کو رد کر کے اسے اپنے آپ سے دور کر دیا۔ (فوائد السالکین)

☆ جب کوئی شخص مجلس میں آئے تو جہاں خالی جگہ دیکھے وہیں بیٹھ جائے کیوں کہ آئندہ بھی اس کی وہی جگہ ہوگی۔ یا حلقہ کے پیچھے بیٹھ جائے۔ لیکن اندر گھس کر بیٹھنے کی کوشش نہ کرے۔ (فوائد السالکین)

☆ شیخ اور مرشد کے اندر اس قدر دل کی قوت اور ضمیر

کی کشش ہونی چاہئے کہ جب کوئی اس کے پاس بیعت ہونے کے لئے آئے تو اس پر واجب ہے کہ اپنی قوتِ باطنی سے اس شخص کے سینے کی دنیاوی آلائشوں کے زنگ کو صیقل کرے تا کہ کھوٹ، دغا، فریب، حسد، برائی اور دنیاوی عیوب اور نقائص اور کسی طرح کی کدورت اس کے سینے میں نہ رہے۔ اس کے بعد اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو معرفت کے اسرار سے واقف کر دے۔ اگر مرشد کو اتنی قوت حاصل نہ ہو تو اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ پیر اور مرید دونوں گمراہی کے جنگل میں سرگرداں ہوں گے۔

(فوائد السالکین)

☆اہل سلوک اپنی خصلتوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آدمی ان چار چیزوں سے درجہ کمال کو پہنچتا ہے۔ کم کھانا، کم سونا، کم بولنا، اور لوگوں سے کم میل جول رکھنا۔

غزنی کے ایک کامل درویش اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے مذکورہ چار چیزوں پر عمل کیا ہے تب سے مجھے اتنی روشنی حاصل ہوئی کہ اگر کسی وقت آسمان کی طرف دیکھتا ہوں تو عرش عظیم تک کوئی پردہ نہیں رہتا ہے۔ اور جب کبھی زمین کی طرف نظر کرتا ہوں تو سطح زمین سے لے کر تحت الثریٰ تک جو کچھ اس میں ہے سب دکھائی دیتا ہے۔

اگر درویش عمدہ لباس نمائش کرنے کے لئے پہنے تو سمجھ لو کہ وہ درویش نہیں بلکہ راہ سلوک کا راہزن ہے اور جو درویش خواہش نفس کے لئے عمدہ کھانا پیٹ بھر کر کھائے تو یقین جانو کہ وہ بھی راہ سلوک میں جھوٹا اور خود پرست ہے اور جو درویش کہ دولت مند سے میل جول رکھے اسے درویش نہ سمجھو بلکہ وہ راہ طریقت سے منحرف ہے۔ جو درویش خواہش نفس کے لئے دل کھول کر سوئے اسے یقین سے جانو کی نعمت سے محروم ہے۔

درویشی میں بڑا آرام ہے اور دنیاوی آفتوں سے حفاظت ہے۔ لیکن درویشی کے کام میں سختی بہت ہے۔ جس رات درویش کو فاقہ ہوتا ہے وہ اس کی معراج ہے۔ کیوں کہ اہل صفا و تصوف کا کہنا ہے کہ فقر کی معراج فاقہ کی رات میں ہوتی ہے۔

(فوائد السالکین)

☆جب انسان توبہ کرے تو پھر اسے ان گناہوں سے میل جول نہیں رکھنا چاہئے جن سے وہ پہلے رکھتا تھا۔ تا کہ ان گناہوں میں دوبارہ نہ مبتلا ہو جائے۔ انسان کے لئے بری صحبت سے بڑھ کر اور کوئی چیز بری نہیں۔ کیوں کہ صحبت کی تاثیر ضرور ہو جایا کرتی ہے۔ جس گناہ سے انسان نے توبہ کر لیا ہے اس سے کنارہ کش رہ کر اسے اپنا دشمن خیال کرنا چاہئے۔

(فوائد السالکین)

☆جس دل میں خوف الٰہی ہوتا ہے اسے پاش پاش کر دیتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی بیماری اور پریشانی لاحق ہوئی۔ ہارون رشید نے ایک مشہور طبیب کو بلا بھیجا جو آتش پرست تھا۔ جب اس نے آکر حضرت سفیان ثوری کے سینے پر ہاتھ رکھا تو نعرہ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ اور گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو کہا کہ سبحان اللہ! دین محمدی میں ایسے مرد بھی ہیں جن کا دل خوف الٰہی سے پاش پاش ہو گیا ہے۔ اس طبیب نے فوراً کلمہ پڑھا۔ اور دینِ اسلام قبول کر لیا۔ جب یہ خبر ہارون رشید نے سنی تو کہا۔ میں نے تو طبیب کو بیمار کے پاس بھیجا تھا لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ بیمار کو طبیب کے پاس بھیج رہا ہوں۔

(فوائد السالکین)

☆اے فرید! تو دنیا اور آخرت میں ہمارا یار ہے لیکن غافل ہرگز نہ ہونا کیونکہ اہل سلوک کا فرمانا ہے کہ طریقت کی راہ بے حد دشوار اور پرخطر ہے۔ جو شخص اس راہ میں قدم رکھے اگر وہ اہل سلوک کے فرمان کے مطابق عمل نہ کرے تو کبھی خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا اور جب تک عاجزی اور انکساری سے اندر آنے کی اجازت نہ مانگے وہ ہرگز باریاب نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک سر کے بل نہ چلے وہ بارگاہ الٰہی تک نہیں پہنچ سکتا۔

(فوائد السالکین)

(۴) حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر چشتی

اگر زندگی، زندگی ہے تو علم میں ہے۔ اگر راحت ہے تو معرفت میں ہے۔۔اگر شوق ہے تو محبت میں ہے اور اگر ذوق ہے تو علم میں ہے۔(اسرار الاولیاء)۔

☆ دل زندہ بھی ہوتا ہے اور مردہ بھی۔ قرآن شریف میں ہے کہ دل دنیاوی مشاغل کی کثرت سے مردہ ہو جاتا ہے۔ اسے ذکرِالٰہی سے زندہ کرو۔

جب دل دنیاوی لذتوں اور شہوتوں اور ماکولات و مشروبات میں مشغول ہو جاتا ہے تو اس پر غفلت کا اثر ہو جاتا ہے اور خواہش اس پر غالب آجاتی ہے۔ ہر طرف سے دل میں خطرات آنے شروع ہو جاتے ہیں جو دل کو سیاہ کر دیتے ہیں۔ صرف یادِ الٰہی ایسی چیز ہے جس پر دل کی سیاہی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جب دل سیاہ ہو جاتا ہے تو گویا مردہ ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ زمین میں شور زیادہ ہو جائے تو بیج قبول نہیں کرتی اور کہا جاتا ہے کہ یہ زمین مردہ ہے۔ اسی طرح سے جس دل سے ذکر چلا جائے اس پر نفسانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے اور دل مردہ ہو جاتا ہے۔

ذکر صرف ذکرِ حق ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے غلط اور رسوا کن ہے۔ ضروری ہے کہ دل حق کے سوا کچھ نہ سنے اور سننا مردہ کا نہیں بلکہ زندہ کا کام ہے۔ جس وقت انسان کے دل سے دنیوی خواہشات دور ہو جاتی ہیں اس وقت وہ ذاکر بنتا ہے اور اس وقت اس کا دل ذکر سے زندہ ہوتا ہے۔

جو درویش مال و مرتبہ اور دنیاوی ترقی چاہے وہ درویش نہیں بلکہ راہِ طریقت سے منحرف ہے اس لئے کہ فقر و درویشی نام ہی دنیا سے روگردانی کا ہے (راحت القلوب)

☆ مومنوں کا دل پاکیزہ زمین کی طرح ہے۔ اگر اس کے اندر تخم محبت بوئیں تو اس سے طرح طرح کی نعمتیں پیدا ہوں گی۔ جس سے تم دوسروں کو حصہ دے سکتے ہو اور تمہارے لئے بھی وہ کافی ہوں گی۔ (اسرار الاولیاء)

☆ جب عالم نورانی سے تجلی الٰہی کے انوار و اسرار نازل ہوتے ہیں تو پہلے دل پر نازل ہوتے ہیں۔ اور جب دل اور زبان میں یکسانیت ہوتی ہے پھر ان پر عشق کے انوار برستے ہیں۔ اگر دل و زبان ایک دوسرے کے مطابق نہیں تو انوارِ محبت وہاں سے رخصت ہو جاتے ہیں اور ایسے دل پر انوار کی بارش ہوتی ہے جو زبان کے مطابق ہوتے ہیں۔۔(اسرار الاولیاء)

☆ اے درویش! جس روز اللہ تبارک و تعالیٰ نے زبان کو آدم علیہ السلام کے منہ میں رکھنا چاہا تو زبان سے فرمایا کہ اے زبان! دیکھ، تیرے پیدا کرنے کا خاص مقصد یہ ہے کہ تو میرے نام کے سوا اور کوئی نام نہ لے۔ اور میرے کلام کے سوا کوئی کلام نہ پڑھے۔ اور اگر ان کے سوا کچھ اور کہا تو یاد رکھ کہ تو اور باقی اعضاء سب کے سب گرفتارِ مصیبت ہوں گے۔

پس اے درویش! زبان صرف ذکرِ الٰہی اور تلاوت قرآن کے لئے بنائی گئی ہے۔ اور مشائخ طبقات لکھتے ہیں کہ انسان کے ہر عضو کے اندر شہوت اور خواہش ہے۔ جو موجب حجاب و آفت ہے۔ جب تک ان شہوات اور خواہشات سے توبہ نہ کرلے اور تمام اعضاء کو پاک نہ کرلے۔ ہرگز کسی مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

اے درویش! سب سے بڑھ کر سعادت یہ ہے کہ انسان اپنے نفس پر حکمراں ہو تاکہ نفس شہوت رانی نہ کر سکے۔ اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہئے۔ یہی درویش کے کام کا خلاصہ اور درویشی کا جوہر ہے۔ (اسرار الاولیاء)

حق تعالیٰ کی محبت ایسی ہونی چاہئے جیسی ابراہیم خلیل اللہ کو اپنے رب سے محبت تھی کہ دوستیٔ حق کی خاطر اپنے فرزند کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور جب وہ محبت حق میں ثابت قدم رہے تو حکم ربانی ہوا کہ لڑکے کی قربانی نہیں ہوگی بلکہ اس کے عوض ہم بہشت سے قربانی بھیجتے ہیں۔

اے درویش! محبت حق میں صادق وہ شخص ہے جو ہر وقت اس کی یاد میں محو رہے اور لحہ بھر بھی اس کی یاد سے غافل نہ رہے۔ اہل سلوک کہتے ہیں کہ لوگ اسی چیز کا زیادہ ذکر کرتے

ہیں جس سے انہیں محبت ہوتی ہے۔ تو جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے وہ اسے ہر وقت یاد کرتا ہے اور ایک لحہ بھی غافل نہیں ہوتا۔

اے درویش! اگر اہل محبت کو دنیا کی تمام چیزیں آراستہ کر کے دے دی جائیں تو بھی وہ انہیں آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے وہ صرف جمال حق کے طلب گار ہوتے ہیں۔ (اسرار الاولیاء)

☆ میں نے ایک بزرگ کی زبانی سنا ہے کہ درویش وہ ہے جو اپنے دل کے خزانے کی تلاش کرے۔ پس اگر وہ موتی مل جائے جسے محبت کہتے ہیں تو وہ شخص درویش صفت ہو جاتا ہے۔

ایک مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ تک کس طرح پہنچ سکتے ہیں۔ فرمایا اندھے پن، گونگے پن اور بہرے پن سے۔ جس کے اندر ایسی صفات پائی جائیں اس کے بارے میں سمجھ لو کہ وہ خدا رسیدہ ہو گیا۔

اہلِ محبت کو چار مقام کے سوا اور کہیں قرار حاصل نہیں ہو سکتا۔ اول گھر کے گوشے میں جہاں کسی کی مداخلت نہ ہو۔ دوسرے مسجد میں جو دوستوں کا مقام ہے۔ تیسرے قبرستان میں جو گناہ سے عبرت حاصل کرنے کی جگہ ہے۔ چوتھے ایسی جگہ جہاں اس کے اور یادِ حق کے سوا کسی کا بھی گزر نہ ہو۔

(اسرار الاولیاء)

☆ اگر دو شخص بھی اکٹھے ہوں تو نماز باجماعت پڑھنی چاہئے اگرچہ دو آدمی کی جماعت تو نہیں ہوتی لیکن جماعت کا ثواب مل جاتا ہے۔ اگر صرف دو نمازی ہوں تو ایک صف میں کھڑے ہونا چاہئے۔

ایک مرتبہ میں اور بھائی بہاء الدین ذکریا ملتانی ملتان میں بیٹھے ہوئے تھے ایک صاحبِ نعمت بزرگ بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا۔

جو شخص چار چیزیں اٹھا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے چار چیزیں اٹھا لیتا ہے۔ اول جو زکوٰۃ اٹھا لے اللہ تعالیٰ اس سے مال اٹھا لیتا ہے۔ دوم جو صدقہ اور قربانی نہ دے اللہ تعالیٰ اس سے سکون اٹھا لیتا ہے۔ سوم جو نماز کو ترک کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی موت کے وقت اس سے ایمان چھین لیتا ہے اور چہارم جو دعاء نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کی دعاء قبول نہیں کرتا۔

(راحت القلوب)

اے درویش! قرآن شریف کی تلاوت تمام عبادتوں سے افضل ہے اور دنیا و آخرت میں اس سے درجہ بلند ہوتا ہے۔ قرآن شریف کی تلاوت سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ اس لئے لوگوں کو چاہئے کہ ایسی نعمت سے غافل نہ ہوں اور اپنے آپ کو محروم نہ رکھیں۔ قرآن شریف پڑھنے کے بہت سے فوائد ہیں۔ اس سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے۔ ہر حرف کے بدلے ہزار سال کا ثواب نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور اتنی ہی بدی اس کے نامۂ اعمال سے مٹائی جاتی ہے جو شخص اللہ سے کلام کرنا چاہے اسے چاہئے کہ کلام اللہ میں مشغول رہے۔

نیک بخت بندہ وہ ہے جو دوستی سے ہم کلام ہو اور دوست سے ہمکلامی کی سعادت تلاوت قرآن شریف سے حاصل ہوتی ہے اور ہر روز ستر مرتبہ ہر انسان کے دل میں یہ ندا ہوتی ہے کہ اگر تجھے ہماری آرزو ہے تو سارے کام چھوڑ کر تلاوتِ قرآن میں مصروف ہو جا۔

لوگوں کو حضور اور مشاہدہ کی نعمت تلاوت قرآن سے حاصل ہوتی ہے۔ عالم کا بھید قرآن شریف پڑھتے وقت منکشف ہوتا ہے اور الفاظ و معانی پر جب وہ غور کرتا ہے تو اس پر قلم کا بھید واضح ہوتا ہے۔ آیتِ مشاہدہ یا آیتِ رحمت پڑھتے وقت تلاوت کرنے والا شخص دریائے مشاہدہ میں غوطہ زن ہوتا ہے اور لاکھوں نعمتیں حاصل کرتا ہے۔ اور جب عذاب سے متعلق آیت پر پہنچ کر غور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس طرح پگھلتا ہے جیسا کہ کٹھالی میں سونا۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہٗ قرآن شریف کی کسی وعید کی آیت پر چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتے۔ جب ہوش میں آتے تو پھر قرآن شریف پڑھنے میں مشغول ہو جاتے۔

قرآن مجید پڑھنے کی برکت سے بہت سے لوگ بخش دیئے جاتے ہیں جس نے کسی کو قرآن مجید پڑھایا اور جس نے قرآن مجید پڑھا اور جس نے قرآن مجید کو سنا۔ سب بخش دیئے جاتے ہیں۔

جس طرح انسان تنہائی میں کلام اللہ کا ذوق حاصل کرتا ہے اسی طرح قیامت کے دن تنہائی میں اس پر تجلی ہوگی۔

(اسرار الاولیاء)

☆ پہلا مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ دوسرا مذہب امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ تیسرا مذہب امام مالک رضی اللہ عنہ کا۔ چوتھا مذہب حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا ہے۔ لوگوں کو چاہئے کہ ان چاروں مذاہب میں سے کسی ایک پر بھی شبہ نہ کریں۔ تاکہ سنی مسلمان رہیں۔ اور اس بات کا یقین رکھیں کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب باقی تین مذاہب سے افضل ہے۔ (راحت القلوب)

فتویٰ ظہیریہ میں ہے کہ جب مسلمانوں کے امام اعظم ابو حنیفہ نے آخری مرتبہ حج کیا تو سوچا کہ شاید آئندہ حج نہ کرسکوں۔ خانہ کعبہ کے دربان سے فرمایا کہ دروازہ کھول دیجئے اور اس بات کی اجازت دیجئے کہ میں اس کے اندر اللہ کی عبادت کروں۔ دروازہ کھولا گیا۔ آپ اندر گئے۔ تلاوت و عبادت کے بعد دعا کی کہ پروردگار! میں نے اس طرح عبادت نہیں کی جیسا کہ تیری عبادت کا حق تھا اور نہ ہی تجھے اس طرح پہچانا جیسا کہ تیرے پہچاننے کا حق ہے۔ تو مجھے معاف فرما۔ ہاتف نے آواز دی اے ابو حنیفہ! واقعی تو نے میری عبادت کی اور مجھے پہچانا میں نے تمہیں بخش دیا اور انہیں بھی جو قیامت تک تمہارے مذہب کے پیرو ہوں گے۔ الحمد للہ ہم آپ ہی کے مذہب کے ہیں۔

(راحت القلوب)

علماء اور مشائخ کی دوستی رسول خدا ﷺ کی دوستی ہے پس اے درویش! جو شخص سات روز خلوصِ دل سے علماء کی خدمت کرتا ہے گویا سات ہزار سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

جس دل میں علماء اور مشائخ کی محبت ہو اسکے خرمنِ گناہ کو یہ محبت جلا کر خاکستر کردیتی ہے۔

علماء انبیاء کے وارث ہیں اور مشائخ اللہ کے برگزیدہ۔ اگر علماء اور مشائخ کی برکت جہاں میں نہ ہوتی تو لوگوں کی شامتِ اعمال کی وجہ سے ہر روز ہزاروں بلائیں نازل ہوا کرتیں۔ پس اے درویش! اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی امت میں سے انہیں دو گروہ یعنی علماء اور مشائخ پر فخر کیا ہے کیوں کہ یہ دین کے ستون ہیں۔ جو ان کا ہوتا ہے وہ عذاب قیامت سے رہائی پاجاتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک عالم فقیہ ہزار ایسے عابدوں سے بہتر ہے جو رات کو جاگیں اور دن کو روزہ رکھیں۔ عالم کی ایک دن کی عبادت عابد غیر عالم کی چالیس سالہ عبادت کے برابر ہے۔

جب بلائیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں تو اس شہر پر کم نازل ہوتی ہیں جس میں علماء اور مشائخ ہوں (اسرار الاولیاء)

اے درویش! اس راہ میں صادق اور عاشق وہی ہے۔ جو عالم اسرار میں سے جو مصیبت وغیرہ اس پر نازل ہو اس پر صبر کرے اور راضی رہے۔

اے درویش! جہاں محبت ہوتی ہے دوئی درمیان سے اُٹھ جاتی ہیں۔ محبت کے معاملہ میں یگانہ ہونا چاہئے تاکہ محبت کے وصال خانہ میں داخلہ مل سکے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو ہرگز ہرگز داخلہ کی اجازت نہیں مل پائے گی۔

عشق کی آگ ہی ایسی ہے جو درویش کے دل کے سوا کہیں قرار نہیں پکڑتی۔ اگر صاحبِ ذکر اپنے سینہ سے ایک آہ نکالے تو مشرق سے مغرب تک جو کچھ ہے سب کو جلا کر خاکستر کردے۔

حقیقی عشق ایک ایسا موتی ہے جس کی قیمت کا اندازہ کوئی جوہری یا قدر شناس نہیں کرسکتا۔ اس قسم کی بے بہا نعمت کسی مقرب فرشتے کو نہیں ملی۔ یہ صرف آدمی کو ملی۔ جیسا کہ خود ارشاد ربانی ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىٓ اٰدَمَ۔ جس وقت عشق کی تخلیق ہوئی تو اسے حکم ہوا کہ اے عشق! تو درد والم رکھنے والے آدمی کے دل میں قرار پکڑ لے۔ کیوں کہ وہی تیرے رہنے کے قابل ہے۔

اے درویش! حقیقی عاشق کا شور و غوغا اسی وقت تک ہوتا ہے جب تک وہ اپنے مقصود کو نہیں پہنچتا۔ جب معشوق کا وصال ہو جاتا ہے تو سب شور و غوغا ختم ہو جاتا ہے۔ (اسرار الاولیاء)

☆ کامل حال درویش وہ ہیں جنہیں کسی اور کی حاجت نہیں۔ بلکہ جو اسرار نعمت ان کے پاس ہیں ان میں سے آنے والوں کو بھی حصہ دیتے ہیں اور ان کی غرض پوری کر کے لوٹاتے ہیں۔ لیکن جو شخص درویشی کا دعویٰ کرے اور اپنی ضروریات کے لئے امراء و سلاطین کے پاس مال و زر کی خاطر آئے تو سمجھ لو کہ اسے نعمت حاصل نہیں ہے اگر اسے نعمت حاصل ہوتی تو کبھی مخلوق کے دروازہ پر نہیں جاتا اور نہ کسی سے توقع رکھتا۔ جہاں پر درویش کا قدم آتا ہے وہاں پر کسی کا گزر نہیں ہوتا۔ درویشوں پر نعمت کا دروازہ خود کھلا ہوا ہوتا ہے۔ (اسرار الاولیاء)

☆ شریعت و طریقت میں صادق بندہ وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے بلکہ دل جمعی کے ساتھ اپنے مولیٰ کی طاعت میں مشغول رہے یہ ایمان و یقین رکھے کہ جو کچھ میرے مقدر میں ہے مجھے مل کر رہے گا اور اس میں ذرہ برابر بھی کچھ کم نہیں ہوگا۔

اے درویش! فقر کی راہ میں ثابت قدم وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے کہ آج تو میں نے کھالیا ہے کل کیا کھاؤں گا۔ ایسے شخص کو اصحاب طریقت بد دین اور بد دیانت کہتے ہیں۔

اے درویش! تو غم نہ کر۔ کیوں کہ تیرا رزق لکھا ہوا ہے۔ تو دل جمعی اور فراخ دلی سے اللہ کے کام میں مشغول رہ۔ کیوں کہ جو تیرا ہے وہ ضرور بالضرور تجھے مل کر رہے گا۔

جتنے متوکل ہیں انہیں رزق وغیرہ کا نہ غم ہے نہ اندیشہ۔ اس واسطے کہ جو کچھ مقسوم ہے وہ مل کر رہے گا۔ پھر اندیشہ کرنے کا فائدہ ہی کیا؟ اہل سلوک جسے دیکھتے ہیں کہ رزق کے لئے پریشان حال ہے اس کے لئے درویشوں کو حکم دیتے ہیں کہ اس کی گردن پکڑ کر خانقاہ سے باہر نکال دو۔ کیوں کہ وہ بد اعتقاد درویش ہے۔ اور اسے یقین حاصل نہیں۔ (اسرار الاولیاء)

☆ اس راہ میں بڑا اصول حضوریٔ دل ہے اور حضوریٔ دل حلال لقمہ کھائے بغیر، اہل دنیا سے پرہیز کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ مشائخ فرماتے ہیں کہ جو شخص حرام کا لقمہ کھائے اور اہل دنیا و سلاطین و امراء سے دور نہ رہے اس کے لئے گدڑی پہننا جائز نہیں۔ (راحت القلوب)

جو کچھ بلانیت دیا جائے اور اللہ کی راہ میں نہ دیا جائے وہ اصراف ہے۔ اگر اللہ کی رضامندی کے لئے دیا جائے تو یہ اصراف نہیں۔

جو شخص میرے پاس آئے اور کوئی چیز نہ لائے مجھ پر واجب ہے کہ میں اسے کچھ دوں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کی یہ رسم کہ اگر خانقاہ میں کوئی چیز موجود نہ ہوتی تو اپنے خادم شیخ بدرالدین غزنوی سے کہتے کہ آنے والے کو کم از کم پانی ہی پلا دو تاکہ بخشش اور عطا سے خالی نہ جائے۔ (راحت القلوب)

اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے اور اہل معرفت کا قول ہے کہ جس نے دنیا کو چھوڑ دیا وہ بادشاہ بن گیا۔ اور جس نے اسے پکڑ لیا وہ ہلاک ہو گیا۔ شیخ عبداللہ تستری فرماتے ہیں کہ دنیا بندہ اور مولیٰ کے درمیان سب سے بڑا حجاب ہے۔ کیوں کہ بندہ جس قدر دنیا میں مشغول ہوتا ہے اتنا ہی حق تعالیٰ سے دور رہتا ہے۔ (راحت القلوب)

☆ بارگاہِ الٰہی میں مومن کے دل کی بڑی قدر و منزلت ہے لیکن لوگ دل کی اصلاح سے غافل ہیں۔ اس لئے گمراہی میں پڑ جاتے ہیں۔ سلوک کا اصل الاصول یہی دل ہے اور اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مومن کا دل عرشِ الٰہی ہے۔ (راحت القلوب)

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کرنی چاہی۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس کے سوا کوئی موجود نہیں تھا۔ آپ نے انہیں اپنے برابر کھڑا کیا اور جب تکبیر کہی تو وہ پیچھے ہٹ گئے۔ آپ نے انہیں پھر اپنے برابر کھڑا کیا مگر وہ پھر تکبیر کے

بعد پیچھے ہٹ گئے اور دو تین مرتبہ ایسا ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ آپ پیچھے کیوں ہٹ جاتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ میری کیا مجال کہ اللہ کے رسول کے برابر کھڑا ہو سکوں؟ سرورِ کائنات ﷺ کو آپ کا یہ حسن ادب بہت پسند آیا اور ان کے حق میں دعا کی کہ اے اللہ انہیں دین کی توفیق دے۔

(راحت القلوب)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ بیشک عقل اور علم ایک دوسرے کے شریک ہیں کیوں کہ عقل کے لئے علم ضروری ہے اور علم کے لئے عقل۔ پس آدمی سب سے اچھا وہی ہے جو اپنے آپ کو پہچانے۔ اس صورت میں عقل مختار ہے۔

عقل سب سے نفیس چیز ہے۔ اس واسطے کہ اگر عقل نہ ہوتی تو معرفتِ الٰہی کا علم بھی نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز، روزہ اور حج وغیرہ سب سے افضل عبادت علم ہے۔

اگر لوگوں کو علم کا درجہ معلوم ہو جائے تو تمام کام چھوڑ کر تحصیل علم میں مشغول ہو جائیں۔ کیوں کہ علم ایک ایسا بادل ہے جو بارانِ رحمت کے سوا نہیں برستا۔ جو اس بادل کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

علم کی کئی قسمیں ہیں۔ در حقیقت عالم وہ شخص ہے جسے نبوی علم حاصل ہو اور نبوی علم آسمانی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کے رسول ﷺ پر نازل ہوا۔ (راحت القلوب)

میں نے اسرار العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ حضرت یحیٰی معاذ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حکمت آسمان سے نیچے آتی ہے تو اس دل میں قرار نہیں پکڑتی جس میں یہ چار خصلتیں پائی جاتی ہیں۔

اول دنیا کی حرص، دوم اس بات کی فکر کہ کل کیا کریں گے۔ سوم مسلمانوں کے ساتھ بغض وحسد، چہارم شرف وجاہ کی دوستی۔ اگر ان چاروں میں سے ایک بھی ہو تو حکمت وہاں قرار نہیں پکڑتی۔ (راحت القلوب)

☆ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو دوست کا نام سنتے ہی اپنی جان ومال فدا کر دیتے ہیں۔ اول اہل سلوک دم بھر بھی یادِ الٰہی سے غافل ہو جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم مردے ہیں۔ اگر ہم زندہ ہوتے تو یاد حق سے غافل نہ ہوتے۔

زبان پر ذکر الٰہی رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔ نفاق سے بیزاری۔ شیطان سے حفاظت اور دوزخ کی آگ سے نجات کی صورت ہے۔ (راحت القلوب)

شیخ ومرشد میں اتنی قوت باطنی ہونی چاہئے کہ جب کوئی شخص مرید ہونے کے لئے اس کے پاس آئے تو نور معرفت اور اپنی روحانی قوت سے اس کے سینہ کے زنگ کو صاف کرے تاکہ اس کے سینہ میں کوئی کدورت نہ رہے۔ اور آئینہ کی طرح روشن ہو جائے۔ اگر اس شیخ میں اتنی طاقت نہیں ہو تو بہتر ہے کہ مرید نہ بنائے جو خود گمراہ ہے وہ دوسروں کی رہبری کیا کرے گا۔

اہلِ سلوک نے فرمایا ہے کہ جو شیخ ومرشد اہل سنت وجماعت کے مذہب پر کاربند نہیں اور اس کے افعال واقوال اور حرکات وسکنات قرآن مجید اور حدیث نبوی کے مطابق نہیں وہ اس راہ میں راہزن ہے۔

شیخ کے لئے واجب ہے کہ مرید کو صحبتِ امراء واہلِ دنیا سے دور رہنے کی ہدایت کرے تاکہ وہ شہرت وثروت کا طالب نہ بنے۔ زیادہ بات نہ کہے۔ نہ بلا ضرورت کسی جگہ جائے کیوں کہ ایسا کرنے سے اصلی مقصود ہاتھ سے فوت ہو جاتا ہے۔ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ (راحت القلوب)

☆ ماہِ رجب کی ستائیسویں رات بڑی مرتبہ والی رات ہے۔ کیوں کہ اس رات کو اللہ کے رسول ﷺ معراج سے نوازے گئے تھے جو شخص اس رات کو جاگتا ہے وہ گویا اس کی شب معراج ہوتی ہے اور معراج کی سعادت اس کو حاصل ہوتی ہے اور اس کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

اس رات میں سو رکعت نماز ادا کرنے کا حکم ہے۔ ہر رکعت کے بعد فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ نماز سے فارغ ہو کر سو مرتبہ درود شریف پڑھے اس کے بعد سجدہ میں سر

رکھ کر دعا کرے انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔

میں نے خود شیخ معین الدین سنجری قدس سرہٗ سے سنا ہے کی معراج کی رات رحمت کی رات ہوتی ہے۔ جو اس رات کو جاگتا ہے۔ امید ہے کہ رحمت الٰہی سے بے نصیب نہیں ہوگا۔

(راحت القلوب)

☆ اے درویش! خرقہ پہن لینا تو بڑا آسان ہے۔ لیکن اس کا حق ادا کرنا بڑا مشکل کام ہے اگر صرف خرقہ پہن لینے سے ہی لوگوں کو نجات ہو جاتی تو سب کے سب خرقہ پہن لیتے۔ لیکن اسے پہن کر عمل کرنا پڑتا ہے۔ اگر خرقہ پہن کر گزشتہ بزرگوں کا حق ادا کرے گا تو اچھی بات ہے ورنہ ایسی گمراہی میں پڑے گا جس سے نکال نہیں پائے گا۔

اے درویش! خرقہ اور کلاہ اس کو دینا جائز ہے جس نے مجاہدہ اور محبتِ اولیاء کے ذریعہ اپنے آپ کو پاک کر لیا ہو۔

(اسرار الاولیاء)

☆ سجادہ پر بیٹھنے کا مستحق وہ شخص ہے جو عالم توکل میں رہے اور کسی مخلوق اور کسی چیز کی کوئی آس نہ لگائے۔ اگر اس میں یہ بات نہیں پائی جاتی تو وہ سجادہ نشینی کے لائق نہیں بلکہ اہل تصوف کے نزدیک وہ جھوٹا مدعی ہے۔ (اسرار الاولیاء)

اے درویش! امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ جو شخص آپ کے یہاں مہمان بن کر آتا۔ آپ اس کا ہاتھ خود دھلاتے اور فرماتے کہ یہ رسول اللہ ﷺ اور انبیاء کرام کی سنت ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ خود مہمانوں کے ہاتھ دھلاتے اور انہیں اپنے ہاتھ سے پانی پلایا کرتے۔

پس اے درویش! جہاں تک ممکن ہو سکے رسول ﷺ اور ائمہ کرام کی پیروی کرو تاکہ ان کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ (اسرار الاولیاء)

☆ توبہ کی چھ قسمیں ہیں۔ اول دل اور زبان سے توبہ کرنا۔ دوم آنکھ کی توبہ، سوم کان کی توبہ، چہارم ہاتھ کی توبہ، پنجم پاؤں کی توبہ، ششم نفس کی توبہ۔

اول، جب تک دل کی سچائی سے زبان سے توبہ نہ کرے، توبہ درست نہیں ہوگی۔ اصل توبہ دل کی ہوتی ہے۔ زبان سے لاکھ مرتبہ توبہ کرے۔ جب تک دل سے اس کی تصدیق نہ کرے وہ توبہ درست نہیں۔

دوم، آنکھ کی توبہ یہ ہے کہ غسل کے بعد نماز نفل پڑھ کر قبلہ رخ ہو کر توبہ کرے کہ اے اللہ! میں آنکھ سے انہیں چیزوں کو دیکھوں گا جن کا دیکھنا جائز ہے۔ ناجائز چیزوں کو نہیں دیکھوں گا۔

سوم، کان کی توبہ یہ ہے کہ تمام ناقابلِ شنید چیزوں سے توبہ کرے اور کوئی ممنوع شئے نہ سنے۔

چہارم، ہاتھ کی توبہ یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز نہ چھوئی جائے جس کا ہاتھ سے چھونا ممنوع ہے۔

پنجم، پاؤں کی توبہ یہ ہے کہ جن مقامات پر جانا ممنوع ہے وہاں نہ جائے۔

ششم، نفس کی توبہ یہ ہے کہ خواہشات اور شہوات سے اسے باز رکھا جائے اور خواہش نفس کے مطابق نہ کرنے کا عزم کیا جائے۔

(۵) محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء چشتی

علماء کی مجلس میں اٹھنا بیٹھنا اور اپنے اندر ان کی سی خوبیاں پیدا کرنا ہدایت الٰہی ہے تمام جہاں کی چیزیں چھوڑ کر پہلے علم حاصل کرنا چاہئے۔

جو شخص کسی شیخ یا عالم دین کی بے عزتی کرے وہ دنیا اور آخرت میں منافق اور ملعون ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علم کا شہرہ سارے زمانہ میں ہوا اور علم کی ساری لذتیں آپ نے چکھیں۔ انبیاء کرام واصحاب نبی کے بعد آپ کو جتنا یاد کیا جاتا ہے اتنا کسی کو یاد نہیں کیا جاتا۔ یہ صرف رسول اکرم ﷺ وسلم کے فیضان سے علم پھیلانے کا نتیجہ

ہے (افضل الفوائد)

جو شخص ظہر کی نماز باجماعت ادا کرے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن روئے زمین کے تمام پہاڑ، دریا، چوپائے اور آسمان کے ستارے ایک پلڑے میں رکھے گا اور اس نماز کا ثواب دوسرے پلڑے میں۔ تب بھی ثواب والا پلڑا بھاری ہوگا۔ جو شخص عصر کی نماز باجماعت ادا کرے گا اور مغرب کی نماز تک وہیں جائے نماز پر بیٹھا رہے گا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب قیامت کے دن عرش وکرسی، لوح وقلم اور تمام ملائکہ کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں ان دونوں نمازوں کا ثواب، تب بھی ثواب والا پلڑا بھاری ہوگا۔ جو شخص عشاء کی نماز باجماعت ادا کرے اس کے بارے میں اللہ کا حکم ہوتا ہے کہ اس کے نامۂ اعمال میں ہر رکعت کو ہزار رکعت کر کے لکھا جائے۔ اور یہ شخص شب بیداروں میں سے ہوگا۔ جو شخص صبح کی نماز باجماعت ادا کرے اور سورج نکلنے تک وہیں بیٹھا یادِ الٰہی میں مشغول رہے اور پھر اشراق کی نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دس ہزار فرشتے یعنی کل ستر ہزار فرشتے نور کی تھال ہاتھوں میں لئے آتے ہیں۔ پھر حکم الٰہی ہوتا ہے کہ میرے اس خاص بندے نے میرے لئے نماز ادا کی ہے۔ اس لئے میں اس کے سارے گناہوں کو معاف کرتا ہوں۔ (افضل الفوائد)

☆ جب آدم علیہ السلام نے بہشت میں قرار پکڑا اور ملائکہ اور اہل بہشت نے آپ کا اعزاز واکرام دیکھا تو آپ کی طرف رجوع ہوئے پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم سے فضل وکرامت کا سبق سیکھو۔

وہ شخص جس نے سب سے پہلے عشق کیا اور عشق کی آزمائشوں کو قبول کیا وہ حضرت آدم صفی اللہ ہیں۔ اس واسطے کے آدم علیہ السلام کو بہشت کی خاک سے بنایا گیا اگر اس خاک میں عشق کی چاشنی نہ ہوتی تو اہل سلوک میں بھی عشق نہ ہوتا۔ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام سے عشق کی ابتداء ہوئی۔ اس لئے ان کے فرزندوں کو بھی نعمتِ عشق سے سرفراز فرمایا گیا۔ اولیاء کرام میں شوق واشتیاق کا جو ولولہ پایا جاتا ہے وہ بھی حضرت آدم صفی اللہ کے واسطہ سے ہے (راحت المحبین)

مومن کا دل ستانا گویا اللہ کو ناراض کرنا ہے۔ اے درویش! مومن وہ شخص ہے کہ اگر وہ مشرق میں ہو اور مغرب میں کسی مومن کے پاؤں میں کانٹا چبھے تو اس کے درد کو محسوس کرے۔ (راحت المحبین)

درویش کو پردہ پوش ہونا چاہئے۔ کیوں کہ پردہ پوشی افضل عبادت ہے۔ کوئی اپنے آنکھوں سے کسی کا عیب دیکھے تب بھی اسے چھپانا چاہئے۔ کیوں کہ پردہ پوشی افضل عبادت ہے۔ کوئی اپنے آنکھوں سے کسی کا عیب دیکھے تب بھی اسے چھپانا چاہئے۔ کیوں کہ پردہ پوشی اللہ کی صفت ہے۔ (راحت المحبین)

سب سے برا کام چغل خوری ہے۔ جس رات رسول اکرم ﷺ معراج کے لئے تشریف لے گئے اور دوزخ پر نگاہِ مبارک پڑی تو دیکھا کہ ایک ایسا گروہ ہے جس کی زبان میں سوراخ ہے اور دوزخ کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ پوچھا جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا۔ یارسول اللہ! یہ سب چغل خور ہیں۔ (راحت المحبین)

☆ پڑوسی کا حق یہ ہے کہ جب پڑوسی قرض مانگے تو اسے قرض دیا جائے اور اگر اس کی کوئی ضرورت ہو تو اس کی ضرورت پوری کی جائے۔ جب بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کی جائے۔ مصیبت میں گرفتار ہو تو اسے تسلی دی جائے اور جب مر جائے تو اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تک پڑوسی بے کھٹکے نہ ہو تب تک ایمان درست نہیں ہوتا۔ (افضل الفوائد)

جب کوئی بیمار ہو تو تین دن کے بعد اس کی بیمار پرسی کر لینی چاہئے۔ اس کے پاس جب جائے تو اسے بتلائے کہ جس بندے سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں فرماتا اسے بیماری لاحق نہیں ہوتی۔ یہ سعادت اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جسے وہ بیماری میں مبتلا کر دیتا

ہے یہ بیماری گناہ کا کفارہ ہے۔ (افضل الفوائد)

☆ اللہ تعالیٰ نے اس بوڑھے کی تعظیم واجب کی ہے جو مسلمان ہو اور اس کا بال سفید ہو گیا ہو۔ خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر کی زبان سے میں نے سنا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کی خدمت میں بیٹھا تھا تو آپ بار بار باہر دیکھتے اور اٹھ کھڑے ہوتے۔ چھ سات مرتبہ آپ نے ایسا ہی کیا میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ دروازہ کے باہر ایک بوڑھا بیٹھا ہوا ہے۔ جب اس پر نگاہ پڑتی تھی تو مجھے اس کے لئے اٹھنا ضروری تھا۔ میں سفید بالوں کی عزت کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ (افضل الفوائد)

☆ میں نے بارہا شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر کو دیکھا جو یہ کہہ کر بے ہوش ہو جاتے تھے کہ جو شخص کچھ بھی نہیں ہے اس سے مردہ بہتر ہے۔ جو آنکھ حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کو دیکھنے میں مشغول ہو، اس کا اندھا ہونا بہتر ہے۔ جو زبان اس کے ذکر میں مستغرق نہیں وہ گونگی بہتر ہے۔ جو کان حق سننے میں مست نہیں اس کا بہرہ ہونا بہتر ہے اور جو بدن اس کی خدمت میں مصروف نہیں وہ مرا ہوا اچھا ہے۔ (افضل الفوائد)

انسان کی سلامتی تنہائی میں ہے۔ اور تنہائی کا مطلب یہ ہے کہ اس کی وحدت میں فرد ہو۔ یعنی غیر کا خیال تک بھی اس کے دل میں نہ آئے تاکہ سلامت رہ سکے اگر ظاہر کو دیکھے گا تو انجام اچھا نہیں رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا پرتو تیرے دل میں ہر وقت رہنا چاہئے۔ یعنی ہر وقت دل حاضر رہے تاکہ غیر کا خیال اس میں داخل نہ ہو سکے۔ جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے بلندی طلب کی تو اسے تواضع میں پایا۔ ریاست طلب کی تو اسے صحت میں پایا۔ مروت طلب کیا تو اسے صدق میں پایا۔ فخر کو طلب کیا تو اسے فقر میں پایا۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہی تو اسے تقویٰ میں پایا۔ شرف کو طلب کیا تو اسے قناعت میں پایا۔ راحت کو طلب کیا تو اسے زہد میں پایا۔ (افضل الفوائد)

☆ اگر آٹھوں بہشت ہماری جھونپڑی میں آئیں اور دونوں جہاں کی نعمتیں بطور جاگیر ہمیں ملیں تب بھی ہم عشق الٰہی کی ایک آہِ سحر گاہی بلکہ یادِ الٰہی کی ایک ساعت کے بدلے بھی ہم اٹھارہ ہزار عالم کو نہ خریدیں۔ (افضل الفوائد)

اے درویش! آفتاب و ماہتاب کا نور بھی سرور کائنات ﷺ کے نور سے ہے۔ بہشت میں جو درخت وغیرہ ہیں ان سب پر آپ کا اسمِ مبارک لکھا ہوا ہے۔ اور انہیں حکم ہے کہ قیامت تک اسی نام کا ورد کرتے رہو۔ آسمان و زمین میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں آپ کا اسم مبارک لکھا ہوا نہ ہو۔ حجابِ عظمت سے لے کر عرش عظیم تک ہر جگہ ایسا ہی ہے۔ (راحت المحبین)

☆ ہر پیغمبر کو خاص خاص معجزے عطا ہوئے ہیں لیکن ہمارے رسول ﷺ کو ہر طرح کے معجزے عطا کئے گئے جو باقی پیغمبروں کو حاصل نہ تھے۔

آپ کا سر مبارک ایسا تھا کہ جس شخص کے ساتھ آپ کھڑے ہوتے خواہ وہ دراز قد ہی ہو آپ اس سے بالشت بھر اونچے دکھائی دیتے اور جہاں کہیں تشریف لے جاتے بادل کا سایہ سر مبارک پر ہوتا۔

شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ نے فرمایا کہ رسولِ خدا ﷺ کی چشم مبارک ایسی تھی کہ جس طرح آگے کی چیزیں دکھائی دیتی ہیں اسی طرح پیچھے کی چیزیں بھی اس چشمِ مبارک سے نظر آتی تھیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ صفیں سیدھی کرو۔ جس طرح میں آگے کی طرف دیکھتا ہوں اسی طرح مجھے پیچھے کی چیزیں بھی دکھائی دیتی ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ میں بیٹھے ہوتے تو پردہ کے اندر باہر کی سب چیزیں دکھائی دیتیں۔

ایک روز اُمِّ سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ

کی پیشانی مبارک سے پسینہ پوچھ کر شیشی میں ڈال کر رکھ دیا اور ایک مرتبہ ایک لڑکی کی شادی کے وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے بدن پر تھوڑا سا پسینۂ مبارک لگادیا تو جب تک وہ لڑکی زندہ رہی اس کے بدن سے خوشبو پھوٹتی رہی اور پھر جب اس سے لڑکی پیدا ہوئی تو اس لڑکی میں بھی وہی خوشبو تھی۔ حتی کہ اس کی ساری اولاد میں یہ خوشبو باقی رہی۔ اس لئے اس خاندان کا نام عطار پڑ گیا۔ (افضل الفوائد)

☆اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو سعادتیں ہمیں عنایت فرمائی ہیں وہ کسی اور کو نہیں۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کا امتی بنایا۔ ابراہیم خلیل اللہ کی ملت بنایا، مسلمان پیدا کیا اور کلمہ لاالٰہ الا اللہ پڑھنے والا بنایا۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا مقلد بنایا۔ (راحت المحبین)

☆عورت کو چاہئے کہ خاوند کے مال و متاع کی حفاظت کرے اور کوئی چیز خاوند کی رضامندی کے بغیر نہ لے، نہ چھپائے، نہ کسی کو دے۔ اور نہ کسی کو بخشے۔ اس کے علاوہ عورتوں پر کچھ واجب نہیں۔ اور روٹی پکانے، چرخہ کاتنے، بچوں کو دودھ پلانے میں غفلت برتے تو اسے کوئی سزا نہ دی جائے۔ شوہر پر واجب ہے کہ معاش کی ساری چیزیں مہیا کرے اور کوئی ایسا ملازم رکھے جو یہ سب کام کرے کیوں کہ عورت آزاد ہے۔ اگر عورت یہ کام کرے، تو یہ اس کی مہربانی اور مروت ہے ورنہ اس پر واجب نہیں۔ اگر عورت یہ کام مروت کی وجہ سے کرے تو وہ گویا خاتون جنت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے طریقہ پر چلتی ہے اور قیامت کے دن اسے خاتون جنت کی شفاعت نصیب ہوگی۔ (راحت المحبین)

☆اے عزیز درویش! سنو! جب اللہ تعالیٰ نے مصیبتوں کا خزانہ پیدا کیا تو اسے خاص کر انبیاء کرام اور اولیاء صالحین کے لئے پیدا کیا۔ فرشتوں نے جب اس خزانہ کو دیکھا تو فرمایا۔ فرشتو! یہ نعمت تمہارے لئے ہیں۔ یہ نعمت ہم اپنے خلیفہ کو دیں گے۔ جسے ہم روئے زمین پر پیدا کریں گے۔ یعنی آدم اور اس کے فرزند جو مجھ سے محبت رکھنے والے ہیں اور انہیں ان مصیبتوں کے ذریعہ امتحان سے دوچار کیا جائے گا۔ جو ہماری محبت میں ثابت قدم ہوگا اس پر ہم مصیبت نازل کریں گے۔ اور جب یہ مصیبت نازل نہیں ہوگی تو وہ اس کے نازل ہونے کی آرزو کریں گے۔

اے درویش! جو لوگ دوست کے عشق میں مستغرق ہیں وہ صبح سے شام تک بڑی آرزو کے ساتھ مصیبت کے خواستگار ہوتے ہیں کیوں کہ جو مصیبت دوست کی طرف سے ہو وہ مصیبت نہیں ہوتی وہ عین نعمت ہے جو دوست سے دوست کو ملتی ہے۔

جو درویش اپنا کام درجۂ کمال تک پہنچا لیتا ہے تو جہاں کہیں مصیبتوں کا خزانہ ہوتا ہے اس کے نام پر نامزد کیا جاتا ہے تاکہ فقیر اس بات پر ثابت قدم رہ سکے۔ اگر کامل ہوگا تو برداشت کرے گا بلکہ مزید مصیبتوں کی بھی خواہش کرے گا۔

(راحت المحبین)

محض خرقہ پہن لینا قابل اعتبار نہیں اگر معتبر ہوتا تو ساری دنیا خرقہ پہن لیتی۔ اعتبار اس خرقہ پوش کا ہوتا ہے۔ جو خرقہ پہن کر اس کا حق ادا کرے اور اگر اس کام میں کوتاہی کرے گا تو اس کی گرفت ہوگی اور اس کے خرقہ کی کوئی حیثیت اور وقعت نہیں رہ جائے گی۔ خرقہ پہننا دراصل ان بزرگوں کی نقل کرنا ہے جنہوں نے خرقہ پوشی کرکے طاعتِ الٰہی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ (افضل الفوائد)

☆نیک لوگوں کی صحبت، نیک کام کی بہ نسبت اچھی ہے یہ اور بروں کی صحبت برے کام کرنے سے بدتر ہے۔ اگر صحیح صحبت ہے تو یہی نیک لوگوں کی اور اولیاء اللہ کی ہے۔

شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ نیکوں کی صحبت سو سال کی طاعت سے افضل ہے۔ پس جو شخص نیکوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے۔ وہ دونوں جہاں کی مرادیں حاصل کر لیتا ہے اور جو بدوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے وہ ان تمام سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ (افضل الفوائد)

☆صوفی وہ ہے جس کا دل صفاتِ انبیاء کے رنگ میں رنگ جائے۔ حضرت ابراہیم کی طرح دنیاوی محبت سے خالی اور طاعتِ الٰہی میں مستغرق ہو۔ جس کی تسلیم ورضا حضرت اسماعیل جیسی ہو۔ جس کا اندوہ حضرت داؤد کے اندوہ جیسا ہو۔ جس کا فقر حضرت عیسیٰ کے فقر جیسا ہو۔ جس کا صبر حضرت ایوب کے صبر جیسا ہو۔ جس کا شوق حضرت موسیٰ کے شوق جیسا ہو اور جس کا اخلاص محمد رسول اللہ ﷺ کے اخلاص سے مشابہ ہو۔ (افضل الفوائد)

☆نیکی اور بدی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قسمت میں لکھی ہوتی ہے لیکن نیکی کو اللہ نے اپنی طرف لگاؤ دیا ہے اور بدی میں اس کی رضا نہیں۔ انسان کو چاہئے کہ جب اس سے کوئی بدی ظاہر ہو تو اسے اپنا فعل سمجھے کیوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں لیکن قسمت میں ایسا ہی لکھا ہے۔ (افضل الفوائد)

☆ آخری زمانہ میں ایسا وقت بھی آئے گا جب کہ طوائف... مطرب... بھانڈ اور جھگڑا فساد والے لوگ دنیا کی نظروں میں عزیز ہوں گے اور علماء وحفاظ کی کچھ قدر ومنزلت نہ ہوگی۔ اور لوگ رنگین کپڑے پہنیں گے۔ مرد عورت اکھٹے... کھانا کھائیں گے اور بدفعلی کو پیشہ قرار دیں گے۔ حاکم حکم کو بیچیں گے اور لوگوں میں بددیانتی پیدا ہو جائیگی... دنیاوی مال کی خاطر حق کو ناحق قرار دیں گے ... عدل وانصاف اٹھ جائے گا... سوداگر لین دین میں جھوٹ بولیں گے... پانچ درہم لے کر جھوٹی گواہی دیں گے... نباتات میں برکت نہیں رہیں گی... آسمان سے مینھ کم برسے گا اور اگر برسے گا بھی تو بے وقت برسے گا۔ جب یہ علامتیں ہموار ہو جائیں تو سمجھ لینا کہ قیامت بالکل نزدیک ہے۔ (افضل الفوائد)

☆ دانا اور عقلمند آدمی وہی شخص ہے جو پیش آنے والے سفر یعنی موت کے لئے تیاری کرے اور اپنے لئے کچھ زادِ راہ لے لے۔ (افضل الفوائد)

محمد قمر الدین رضوی

سلطان الہند کے اوراد و وظائف

ہر مصیبت سے نجات کے واسطے

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حسب ذیل آیتِ کریمہ مصیبت کے وقت پڑھے، مصیبت سے نجات پائے۔

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

روزی میں برکت کے واسطے

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزی میں برکت کے واسطے حسب ذیل دُعاء نماز کے بعد بکثرت پڑھنی چاہیئے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ

علم کی ترقی کے واسطے

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم وذہن میں ترقی کے لئے حسب ذیل دعا ہر روز صبح کی نماز کے بعد پڑھنا مفید ہے:

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی

مرض سے نجات پانے کے واسطے

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کٓھٰیٰعٓصٓ، حٰمٓعٓسٓقٓ چینی کی طشتری پر لکھ کر مریض کو پلائے یا تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالے

مقبول دُعا

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل دُعا خواجگانِ چشت کے معمولات میں سے ہے۔ صبح کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔ اس دعا کے پڑھنے سے دینی اور دنیاوی حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں:

اَللّٰهُمَّ زِدْ نُوْرَنَا وَزِدْ سُرُوْرَنَا وَزِدْ مَعْرِفَتَنَا وَزِدْ طَاعَتَنَا وَزِدْ مَحَبَّتَنَا وَزِدْ عِشْقَنَا وَزِدْ شَوْقَنَا وَزِدْ ذَوْقَنَا وَزِدْ حَوْلَنَا وَزِدْ قُوَّتَنَا وَزِدْ قَبُوْلَنَا وَزِدْ اُنْسَنَا وَزِدْ عِلْمَنَا وَزِدْ حِلْمَنَا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

دشمن پر غالب آنے کے واسطے

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب دشمن کے سامنے جاؤ تو حسب ذیل اسماء گرامی کا پڑھنا مفید ہے:

یَا سُبُّوْحُ، یَا قُدُّوْسُ، یَا غَفُوْرُ، یَا وَدُوْدُ

برائے زیارتِ رسول پاک ﷺ

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے رسول پاک ﷺ کی زیارت کے واسطے حضرت قطب صاحب کو ہر رات حسب ذیل درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھنے کی تلقین فرمائی:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَحَبِیْبِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ

راز الہ آبادی قادری

منقبتِ خواجہ

کیا فیض رساں خواجہ دربار تمہارا ہے
دنیا نے یہیں آکر دامن کو پسارا ہے

خواجہ ذرا دیکھو تو کیا حال ہمارا ہے
ٹوٹی ہوئی کشتی ہے اور دور کنارا ہے

وہ ہند کے راجہ ہیں میں انکا بھکاری ہوں
خالی میں چلا جاؤں کب انکو گوارا ہے

سرکار مدینہ کے صدقہ میں عطا کردو
دولت بھی تمہاری ہے منگتا بھی تمہارا ہے

ہندو ہو کہ مسلم ہو کچھ فرق نہیں کرتے
خواجہ کی دعاؤں کا لاکھوں کو سہارا ہے

رحمت کی گھٹا بنکر برسا جو غریبوں پر
اجمیر میں اک ایسا اللہ کا پیارا ہے

اجمیر کے عاشق ہیں خادم ہیں بریلی کے
یہ در بھی ہمارا ہے وہ در بھی ہمارا ہے

سرکار مدینہ کے نائب ہیں مرے خواجہ
اجمیر کی گلیوں میں طیبہ کا نظارہ ہے

لبہائے مبارک سے اتنا ہی کبھی کہہ دو
یہ راز ہمارا ہے یہ راز ہمارا ہے

از :- صادق دہلوی

منقبتِ خواجہ

گھر کے طوفان میں تجھے جس نے پکارا خواجہ
مل گیا اس کے سفینے کو کنارہ خواجہ

ہے مجھے تیری محبت کا سہارا خواجہ
تیرے ہی غم پہ ہے اب میرا گزارا خواجہ

تیری آنکھوں کا جو ہوجائے اشارہ خواجہ
زندگی کو میری مل جائے سہارا خواجہ

احتیاجِ نگہ لطف وکرم ہے مجھ کو
کون ہے میری طرح درد کا مارا خواجہ

شانہ نورِ یقیں سے شہِ عالی تونے
ہند کی زلف پریشاں کو سنوارا خواجہ

مشعلِ راہ نبی تیری حیات اقدس
تونے عرفان کی منزل سے گذارا خواجہ

کیا مبارک قدم آئے ترے اے قطبِ زماں
چمکا اجمیر کی قسمت کا ستارہ خواجہ

نورِ وحدت سے کیا خانۂ دل کو روشن
کس قدر مجھ پہ ہے احسان تمہارا خواجہ

تونے صادق کو نوازا ہے کرم سے اپنے
اوج پر کیوں نہ ہو پھر اس کا ستارہ خواجہ

قارئین کرام سے ضروری التماس

میں نے اپنے کام کا باضابطہ آغاز ۱۹۷۶ء میں رضوی کتاب گھر بھیونڈی، مہاراشٹر کے ذریعہ کیا۔ اور یہ عجیب حسنِ اتفاق ہے کہ ۱۹۷۶ء ہی میں حضرت مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی، حضرت مولانا یٰس اختر مصباحی، حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی، حضرت مولانا افتخار احمد قادری مصباحی نے ایک عظیم منصوبہ کے تحت المجمع الاسلامی مبارکپور ضلع اعظم گڑھ، اترپردیش کی بنیاد ڈالی۔ اور ۱۹۷۸ء میں رضا اکیڈمی ممبئی کا قیام عمل میں آیا۔ یہ تینوں ادارے اپنے اپنے طور پر تصنیف واشاعت کا کام خلوص ولگن کے ساتھ کرتے رہے اور اللہ کا شکر ہے کہ پورے ملک میں آج یہ ادارے اپنا اعتبار اور وقار قائم کر چکے ہیں۔

رضوی کتاب گھر بھیونڈی جب اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر مضبوط اور پورے ملک میں مشہور ہو گیا تو ۱۹۹۵ء میں اس نے ایک جست لگائی اور دہلی آپہنچا۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ شب وروز ترقی کے راستہ پر گامزن ہے۔ اب تیسرے مرحلے پر رضوی کتاب گھر دہلی ماہنامہ کنزالایمان دہلی کی سوغات لے کر ہندوستان کے مسلمانانِ اہلسنت کی خدمت میں حاضر ہے۔ اور یقین ہے کہ سابقہ دو مرحلوں کی طرح یہ تیسرا مرحلہ بھی کامیاب ونیک نام ہوگا۔

ماہنامہ کی اشاعت میری ایک دیرینہ آرزو تھی۔ تین چار سال سے اس کی ذہنی تیاری میں مصروف تھا اور اس کے خاکے بنا رہا تھا۔ اس سلسلے میں میں نے اپنے خیال کو اس وقت عملی شکل دینے کا پختہ ارادہ کر لیا جب میری درخواست اور شدید اصرار پر اہلسنت کے شہرت یافتہ صاحبِ قلم مولانا یٰس اختر مصباحی نے اس کی ادارت کے فرائض انجام دینے کے لئے اپنی آمادگی کا اظہار فرمایا۔ اور اب مجھے یقین ہے کہ ماہنامہ کنزالایمان دہلی اہلسنت کا باوقار دینی وعلمی اور اصلاحی وتبلیغی ترجمان بن جائے گا۔

اہل سنت کے اصحاب قلم سے مخلصانہ درخواست ہے کہ وہ اپنے گراں قدر اور مستند مضامین سے ماہنامہ کنزالایمان کے صفحات کو زینت بخشیں۔ اور اس کا خیال رکھیں کہ مضامین مختصر اور جامع ہوں۔ سیرت وتصوف پر خصوصیت کے ساتھ مضامین کو ترجیحی طور پر شائع کرنے کی طرف ماہنامہ کنزالایمان توجہ دے گا۔ کیونکہ سیرت وتصوف کی تبلیغ واشاعت کے ذریعہ ہی آج کی ملحدانہ فضا کو تبدیل کیا جاسکتا ہے اور اسلاف کے نقشِ قدم پر جمہور اہلسنت کو چلایا جاسکتا ہے۔

معزز خریدار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ صرف اپنی ہی سالانہ خریداری پر اکتفا نہ کریں بلکہ ماہنامہ کو اپنے باذوق احباب تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ انہیں اس کی خریداری کی طرف ترغیب دینے کی کوشش کریں اور یہ سمجھیں کہ اس ماہنامہ کی اشاعت خود ہماری مذہبی وملی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔

ایجنٹ حضرات کو ماہنامہ صرف وی پی یا بنک بلٹی کے ذریعہ ارسال کیا جائے گا۔ اور انہیں تعداد ماہنامہ کے حساب سے مناسب کمیشن بھی دیا جائے گا۔

یاد رکھئے کہ ماہنامہ کی اشاعت ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ مضمون نگار، خریدار اور ایجنٹ سب مل جل کر دیانت کے ساتھ اپنا کام کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ ماہنامہ پورے ملک میں نہ پھیل سکے۔ صرف تعریفی خطوط لکھنے اور ملاقات کے وقت تعریفی کلمات کی برسات کرنے سے ماہنامہ کا کچھ بھلا نہ ہوگا بلکہ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ آپ خود بھی اس کے خریدار بنیں اور دوسروں کو بھی خریدار بنائیں۔ اس عزم وحوصلہ کے ساتھ ہم نے ماہنامہ کنزالایمان دہلی کا اجرا کیا ہے کہ لمبی مدت تک اس کی اشاعت جاری رہے گی اور سنی رسائل کی دنیا میں ایک باوقار رسالہ کا جو خلا محسوس کیا جا رہا ہے اسے پُر کیا جاسکے اور سنجیدہ علمی وتاریخی مواد پیش کر کے مسلکِ اہلسنت کی زیادہ سے زیادہ خدمت انجام دی جاسکے۔ آخر میں یہ دعا ہے کہ ربِّ کریم اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ وطفیل میں اس ماہنامہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور ہر طرح کی بیماری سے محفوظ رکھ کر اس کی عمر دراز فرمائے۔ آمین

فقط والسلام

محمد قمرالدین رضوی

رضوی کتاب گھر کی اہم مطبوعات

نام کتاب	نام مصنفین	ہدیہ
فتاویٰ رضویہ جلدِ اول	امام احمد رضا	300/=
قرآن پاک کنزالایمان (انگریزی)	" "	140/=
کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم	" "	30/=
حسام الحرمین مع تمہید ایمان	" "	30/=
تفسیر الم نشرح مکمل مجلد	علامہ نقی علی خاں	140/=
شفاء شریف کا اردو ترجمہ مکمل ۲ جلد	حضرت قاضی عیاض مالکی	160/=
مکاشفۃ القلوب اردو ترجمہ	حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ	100/=
کشف المحجوب اردو ترجمہ	داتا گنج بخش	90/=
تاریخ کربلا	مولانا امین القادری	90/=
تاریخ نجد و حجاز	مولانا عبدالقیوم قادری	80/=
منازل ولایت	علامہ عالم فقری	70/=
سبع سنابل شریف اردو ترجمہ	حضرت میر عبدالواحد بلگرامی	75/=
سنی بہشتی زیور	مفتی خلیل احمد برکاتی	70/=
حصن حصین اردو ترجمہ	محمد صدیق ہزاروی	50/=
معمولات اہلسنت	علامہ مفتی محمد گل رحمٰن قادری	60/=
شرح الصدور اردو ترجمہ	امام جلال الدین سیوطی	50/=
جذب القلوب اردو ترجمہ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	50/=
سنتِ خیر الانام	حضرت پیر کرم شاہ ازہری	50/=
کھانے پینے کی سنتیں	مولانا انیس احمد رضوی	50/=
امام پاک اور یزید پلید	مفتی محمد شفیع اوکاڑوی	50/=
خطباتِ غزالی اردو ترجمہ	حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ	40/=
افکار رضا	مولانا قمر الحسن بستوی	40/=
ولی سے اقبال تک	ڈاکٹر اعجاز مدنی	150/=
سفینۂ نوح مکمل	مفتی محمد شفیع اوکاڑوی	35/=
بہارِ اسلام	مولانا الیاس رضوی	35/=
مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری	ڈاکٹر سراج احمد بستوی	90/=
جمالِ اولیاء	مولانا محمد شریف نقشبندی	30/=
روحانی شب و روز	سید محمد جیلانی اشرفی	25/=
دعوتِ فکر	محمد منشا تابش قصوری	25/=
ہمفرے کے اعترافات	مسٹر ہمفرے	20/=
تاریخی کہانیاں	مولانا محمد نسیم بستوی	25/=
بچی نماز اردو	" "	15/=
شافعی بہشتی زیور مکمل ۳ جلدوں میں	مولانا عصمت بوبیرے شافعی	300/=
محبت کی نشانی	پروفیسر مسعود احمد	15/=

نام کتاب	نام مصنفین	ہدیہ
نماز کا آسان طریقہ	مفتی محمد شفیع اوکاڑوی	7/=
ایصالِ ثواب کی شرعی حیثیت	" " "	5/=
عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت	" " "	3/=
انگوٹھے چومنے کا مسئلہ	" " "	3/=
ذکرِ حبیب	علامہ عبدالعلیم میرٹھی	25/=
سوانح حضرت اویس قرنی	ڈاکٹر سید محمد عامر گیلانی	20/=
سیرت امام احمد رضا	علامہ اختر شاہجہانپوری	10/=
بارہ مہینوں کی نفل نمازیں روزہ و فضائلِ ایام	علامہ شاہ تراب الحق صاحب	12/=
سوانح کربلا	صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین	20/=
حیات الشہداء والموتیٰ	حضرت مولانا سخاوت علی خاں	20/=
بول کہ لب آزاد ہیں تیرے	اقبال احمد قادری	6/=
وسیلے کی شرعی حیثیت	مولانا عبدالحکیم	10/=
الوظیفۃ الکریمہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا	3/=
بے نظیر عمل	حضور مفتی اعظم ہند	3/=
آسان تقریریں اول، دوم	مولانا ابوالکلام احسن القادری	20/=
بچوں کی تقریریں	مولانا سعید جیلانی کانپوری	6/=
طریقہ فاتحہ مع ثبوت فاتحہ	مولانا الیاس قادری	3/=
جشن عید میلاد النبی اور تصور بدعت	پروفیسر طاہر القادری	6/=
عظمتِ کنزالایمان	امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان	5/=
قصیدہ غوثیہ مع ختم غوثیہ و دیگر اولیاء کرام	علامہ عنصر صابری چشتی قادری	10/=
نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں	سید عارف رضوی	3/=
قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی	مولانا رضاء المصطفیٰ قادری	3/=
تبلیغی جماعت کا فریب	علامہ تراب الحق صاحب	4/=
تبلیغی جماعت احادیث کی روشنی میں	علامہ ارشد القادری	4/=
سات مسائل	مفتی رضوان الرحمٰن	5/=
عورت کیا ہے؟	محمد اسحاق خاں نوری	5/=
تضمین بر لاکھوں سلام و دیگر سلاموں کا مجموعہ	سید اختر الحامدی	5/=
قصیدہ بردہ شریف	امام ابوصیری علیہ الرحمہ	5/=
اصلاح فکر و اعتقاد	مولانا یٰس اختر مصباحی	75/=
امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات	" " "	75/=
دلستانِ رضا (امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں)	" " "	35/=
خصائصِ رسول	" " "	40/=
تین طلاق کا شرعی حکم	" " "	10/=
موئے مبارک	" " "	10/=